مولانا محمد عبداللہ مدظلہ

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۷۵۶۱۰۲۵

علماءِ دیوبند اور مشائخِ پنجاب رحمہم اللہ

مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
مہتمم مدرسہ دارالہدیٰ۔ بھکر

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۷۵۶۱۰۲۵

اشاعت جدید	یکم رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
اشاعت دوم	ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ
اشاعت سوم	جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ
سرورق	جمیل حسین
کمپوزنگ	الاشراق۔ ۶ نور چیمبرز، گنپت روڈ، لاہور
مطبع	اشتیاق۔ مشتاق پریس لاہور
قیمت	25/- روپے

فہرست

عرض ناشر

برصغیر پاک و ہند کا علاقہ اس لحاظ سے نہایت ہی بابرکت ہے کہ اس میں ہمیشہ سے بڑے بڑے اساطین علم و فضل اور کبار اولیاء اللہ کا وجودِ مسعود رہا ہے' جن کے فیضان نظر سے کروڑوں افراد کو نور ہدایت اور ایمان و ایقان کی دولت نصیب ہوئی اور جن کے فیض صحبت سے لاکھوں افراد بارگاہ الٰہی کے مقرب بنے'

ایک زمانہ تھا کہ اللہ والوں کے درمیان کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں تھی - وہ امت مسلمہ کی مشترکہ متاع سمجھے جاتے تھے اور ہر ایک ان سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیض حاصل کرتا تھا-

اس خطہ میں انگریز کے منحوس قدم پڑنے سے جہاں دیگر خرابیوں نے جنم لیا وہیں ایک خطرناک برائی یہ پیدا ہو گئی کہ کچھ لوگوں نے اللہ والوں کے درمیان تفریق شروع کر دی اور عوام کو یہ باور کرانا شروع کر دیا کہ فلاں بزرگ ایسے ہیں اور فلاں ایسے ہیں' فلاں کا تعلق اس گروہ سے ہے اور فلاں کا اس گروہ سے' فلاں بزرگ اس گروہ کو ایسا سمجھتے ہیں اور اس گروہ کو ایسا' حالانکہ یہ بزرگ باہم شیر و شکر اور اس تفریق سے بری و بیزار تھے جیسا کہ ان کے حالات و واقعات اس پر شاہد ہیں' حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کارروائی دشمنوں کی پیدا کردہ تھی اور یہ بزرگ اس سے کوسوں دور اور اشداء علی الکفار رحماء بینھم- (کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں) کا مصداق تھے-

ہمارے اس دور پر فتن میں بھی کچھ عاقبت نااندیش لوگ افتراق و

انتشار کی کچھ ایسی ہی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور تفریق بین المسلمین کی مذموم کوشش کر رہے ہیں - اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ ان لوگوں کی کارروائیوں پر بند باندھنے کے لیے ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جس سے ان بزرگوں کے آپس کے پیار اور محبت کے واقعات سامنے آئیں -

اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب کو کہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے ''علماء دیو بند اور مشائخ پنجاب'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں ان بزرگوں کے حالات و واقعات کو مستند کتابوں سے نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ پیش فرما کر ثابت کیا کہ ان بزرگوں میں آپس میں نہایت ہی محبت اور پیار تھا اور یہ حضرات ایک دوسرے کا ادب و احترام کرتے تھے -

یہ رسالہ کافی عرصہ پہلے شائع ہو کر ناپید ہو گیا تھا' اب یہ رسالہ عوام الناس کے اصرار پر جمعیۃ پبلی کیشنز کی طرف سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے - کارکنان جمعیۃ پبلی کیشنز اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس رسالہ کو جدید معیار طباعت کے مطابق شائع کر رہے ہیں' امید ہے احبابِ کرام جمعیۃ پبلی کیشنز کے شائع کردہ اس رسالہ کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیں گے -

محمد ریاض درانی

یکم رمضان المبارک

۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

ازیں چمن گل بے خار کس نچید آرے
چراغ مصطفویؐ باشرار بولھبی ست (حافظؒ)

برصغیر میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی ذاتِ گرامی سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقبولیت عامہ و خاصہ سے نوازا اور آپ کے فیوض و برکات کو عرب و عجم میں پھیلا دیا۔ لیکن علماء سُوکب خاموش رہ سکتے تھے انہوں نے آپ کی مخالفت پر کمر باندھی اور مکتوباتِ امام ربّانی کی مختلف عبارات میں لفظی و معنوی تحریف کر کے ان کے خلاف فتنہ و فساد کھڑا کیا۔ حضرت امام ربانی پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے، رسالے لکھے، کفر کے فتوے لگائے، انہیں توہین رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ٹھہرایا۔ توہین کعبۃ اللہ ان سے منسوب کی۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ خصوصاً قطب ربّانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہما کی تنقیص و تنقید بھی ان کے سر تھوپی لیکن حاشا وکلا یہ سب الزامات بے بنیاد تھے۔ معاندین کے اس پروپیگنڈے نے حضرت امام ربّانی کے پیر بھائی حضرت شیخ

عبدالحق محدث دہلوی جیسے محقق و مستند عالم کو بھی متاثر کیا- چنانچہ انہوں نے بھی ایک رسالہ امام ربانی قدس سرہ کے خلاف لکھا' جس کے بعد افہام و تفہیم کی نوبت آئی- چونکہ حضرت شیخ عالم ربانی تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کے قلبِ صافی سے اس غبار کو دور کر دیا- حضرت خواجہ حسام الدین احمد دہلویؒ خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں-

دیدۂ محبت در راہ انتظار وصول اخبار مسرت آثار بندگی حضرت میاں شیخ احمد دوچار است امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثر عظیم آرد' نسبت ایں فقیر دریں ایام و صفائے باطن بہ خدمت ایشاں از حد متجاوز است و اصلاً پردہ بشریت و غشاوہ جبلت درمیان نماند نمی داند کہ از کجا است باقطع نظر از رعایت طریقہ انصاف و حکم عقل کہ بہ ایں چنیں عزیزان و بزرگان بدنہ باید بود و در باطن بہ طریق ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتادہ است کہ زبان از تقریر آں الال است سبحان اللہ مقلب القلوب و مبدل الاحوال شاید کہ ظاہر بنیاں دراین جا استبعاد کنند' من نمی دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است' زیادہ چہ گوید وچہ

بندگی حضرت میاں شیخ احمد کے اخبار مسرت آثار پر چشم شوق لگی ہوئی ہے' امید ہے چاہنے والوں کی دعا قبول ہو کر بڑا اثر پیدا کرے گی- آج کل ان سے فقیر کا قلبی تعلق بے حد زیادہ ہے بشریت کا کوئی پردہ یا افتادِ طبع کا کوئی اثر بالکل حائل نہیں رہا' میں خود نہیں جانتا کہ یہ کس بناء پر ہے- اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ طریقۂ انصاف کی رعایت اور حکم عقل کا تقاضا ہے کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے ساتھ برا گمان نہ ہونا چاہیے میرے دل میں ذوق و وجدان اور غلبہ کی بناء پر کچھ ایسی کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ اسکے بیان سے زبان قاصر ہے پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا' ظاہر بین شاید اس پر یقین نہ کریں میں خود بھی نہیں جانتا کہ

نولید واللہ علم بحقیقۃ الحال۔"
(تاریخ دعوت و عزیمت حصہ چہارم بحوالہ
بشارت مظہریہ از شاہ نعیم اللہ بہرائچی مخطوطہ
کتب خانہ ندوۃ العلماء ۱۲۸۱ھ)

کیا حال ہے اور کیوں ہے زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں حقیقت حال کا پورا علم اللہ کو ہے۔

حضرت امام ربّانی اور حضرت شیخ محدث قدس سرہما کے مابین اختلاف اور پھر رفع اختلاف کا قصہ بیان کرنے سے میرا مطلب و مقصد یہ ہے کہ اگر دلوں میں جذبہ للّٰہیت کار فرما اور خشیت الٰہی موجزن ہو تو کوئی بھی اختلاف زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور کامل و مخلص بندوں کو زیغِ قلب کی آفتوں سے بچا لیتے ہیں۔ حضرت امامِ ربّانی" اور حضرت شیخ محدثؒ تمام اہل سنت و جماعت کے نزدیک مسلم و محترم بزرگ ہیں۔ اہل سنت کے تمام مکاتب فکر ان کے اس "اسوہ حسنہ" پر عمل کر کے سعادت دنیوی و اخروی حاصل کر سکتے ہیں۔ مسائل کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں یہ سلسلہ شروع سے چلا آرہا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے چاروں مسالک فقہیہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ان میں فروعی اختلافات نہایت درجہ وسیع ہونے کے باوجود ان کی اصل ایک ہے اور یہ سب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات پاک سے مستفیض و مستنیر ہیں۔ اسی بناء پر ملت اسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ یہ چاروں مذاہب برحق ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آج بھی اگر دلوں میں کشادگی اور سینوں میں توسع ہو تو اختلاف مسائل کے باوجود مختلف مسلمان مکاتب فکر کے علماء و عوام آپس میں صلح و آشتی کی زندگی گزار سکتے ہیں۔

مسلم معاشرے کی فضا کو خوشگوار بنانے کے لیے سب سے زیادہ ذمہ داری علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے ان حضرات کو چاہیے کہ مسائل کے اختلاف کو مخالفت کا رنگ دے کر فضاء کو مکدر نہ کریں۔ ان کا فرض ہے کہ عصر حاضر میں عالم اسلام کے دگرگوں حالات کو پیش نظر رکھ کر اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا نمونہ بنیں اور مسلمانوں کو اس کی عملی تفسیر کا درس دیں۔

اللہ تعالیٰ کا نہایت درجہ شکر ہے کہ اس نے اس سلسلے میں محبّ مکرم جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب زید محاسنہ کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ انہوں نے پیش نظر رسالہ ''علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب'' مرتب فرما کر مسلمانوں کے باہمی انتشار و افتراق کی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔ انشاء اللہ اس رسالہ کے پڑھنے سے دلوں کی کدورتیں دور ہوں گی اور مسلمانوں میں محبت و مودّت کے رشتے استوار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے اور آخرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

۲۴ شوال المکرّم ۱۴۰۴ھ

فقیر خان محمد عفی عنہ
خانقاہ سراجیہ
کندیاں ضلع میانوالی

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی و سلام علیٰ عبادہ الدین اصطفیٰ

امام الاولیاء حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے مریدان باکمال حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد آزادی میں بھرپور حصہ لیا' تھانہ بھون میں اسلامی حکومت قائم کی- حضرت حاجی صاحبؒ امام مقرر ہوئے- حضرت نانوتویؒ کو سپہ سالار افواج اور حضرت گنگوہیؒ کو قاضی بنایا گیا' اس اسلامی حکومت نے شاملی میں انگریزوں سے جنگ کی' ان بزرگوں کی قیادت میں مجاہدین کی فوج بڑی بے جگری سے لڑی مگر اس جنگ میں کامیابی مقدر میں نہ تھی' علماء اور اولیاء کی کثیر جماعت نے شہادت پائی ملک کے دوسرے مقامات پر بھی انگریزوں سے لڑنے والے مجاہدین مغلوب ہوگئے اور پورے ملک پر انگریزوں نے تسلط حاصل کر لیا' مجاہد علماء اور ان کے رفقاء پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے' بزرگوں نے ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا' حضرت حاجی صاحبؒ کو وطن چھوڑنا پڑا' ہجرت کر کے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے- جب بندوق اور تلوار سے انگریزوں کو شکست دینا ناممکن ہو گیا تو اپنے نصب العین کو پورا کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے رفقاء نے اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی سرپرستی میں ایک دینی تعلیم کا مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا' ۱۸۵۷ء کی جنگ کے ٹھیک دس سال بعد ۱۸۶۷ء میں ضلع سہارن پور کے چھوٹے سے شہر دیوبند میں مدرسہ قائم کیا' چھتے والی مسجد میں ایک[1] انار کے درخت کے نیچے مدرسہ کا افتتاح ہوا' علماء ربانی اور اولیاء کرام کی ایک مختصر سی جماعت کی موجودگی میں ایک استاد نے ایک طالب علم کو سبق پڑھایا استاد مولانا محمود صاحبؒ تھے اور پہلا سبق پڑھنے والا مدرسہ کا پہلا طالب محمود الحسن تھا جس کو دنیا شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے نام سے یاد کرتی ہے' یہی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہوا' دارالعلوم کے سرپرست اور اساتذہ علمی و روحانی کمالات میں یکتائے زمانہ تھے' حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات اور مسلک کے پیروکار تھے' انگریزوں سے نفرت اور آزادی کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا' ہندوستان کے تمام علاقوں اور دوسرے ملکوں سے طلباء آتے ظاہری و باطنی علوم سے سیراب اور شوق شہادت و جذبہ آزادی سے سرشار ہو کر جاتے' دینی علوم کی ترویج و اشاعت اور حصول آزادی کی کوشش میں لگ جاتے تھے' انگریزوں نے علماء دیوبند کی تحریک آزادی کو کمزور اور بے اثر کرنے کے لیے اسلام کے خلاف کئی فتنے کھڑے کیے' علمائے دیوبند کے عقائد و نظریات کے متعلق غلط پراپیگنڈہ کرایا اور ان کے خلاف کفر کے غلط اور بے بنیاد فتوے جاری کرائے - علمائے دیوبند نے اسلام دشمن تحریکوں

۱- یہ انار کا درخت اب تک موجود ہے اور پھلتا پھولتا ہے -

اور فتنوں کی سر کوبی اور اپنے مسلک کے دفاع کے ساتھ آزادی کی تحریک کو بھی پروان چڑھایا یہاں تک کہ انگریزوں کو یہاں سے بستر بوریا باندھ کر جانا پڑا- علمائے دیوبند نے آزادی کے لیے جو قربانیاں دیں اور جو مصیبتیں برداشت کیں- ان کو تاریخ فراموش نہیں کر سکتی- ملک آزاد ہو گیا' پاکستان معرض وجود میں آ گیا مگر علمائے دیوبند کے خلاف تکفیر اور فتویٰ بازی کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو ان کے خلاف غلط فہمی میں مبتلا کیا جاتا ہے- انگریز کے زمانہ میں علمائے دیوبند کے خلاف فتویٰ بازی کی تحریک کو پنجاب میں زیادہ پذیرائی حاصل نہیں ہوئی' پنجاب کے مسلمانوں پر جن مشائخ اور پیران عظام کا اثر تھا انہوں نے ان فتوؤں کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی غلط پراپیگنڈے سے متاثر ہوئے' لیکن اب کچھ ایسی کیفیت ہے کہ ان مشائخ کی خانقاہوں کے بعض متعلقین اس تکفیری ہنگامے اور بے بنیاد واویلے میں شریک نظر آتے ہیں- ہم نے اس کتاب ''علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب'' میں پنجاب کے چند مشائخ کا عنوان کی مناسبت سے اجمالی تذکرہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے اور حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے-

محمد عبداللہ کان اللہ لہ

مہتمم مدرسہ دارالہدیٰ مسجد عمر فاروق بھکر

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ یکم فروری ۱۹۸۴ء

خانقاہ تونسہ شریف

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کی معروف خانقاہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے سجادہ نشین تھے' آپ کے متوسلین کا سلسلہ بہت وسیع تھا' اپنے آپ کو دیو بندیت یا بریلویت کی طرف منسوب نہ فرماتے تھے' سب علماء کا احترام کرتے تھے' علماء دیو بند کی علمی و روحانی عظمت کے ہمیشہ معترف اور قدر داں رہے' اپنے مدرسہ میں تدریس کے لیے ہمیشہ دیو بندی مسلک کے علماء کی خدمات حاصل کیں اور اپنے جلسوں میں بھی دیو بندی مسلک کے علماء کو مدعو کیا۔ علماء دیو بند کی مذہبی جماعت تنظیم اہل سنت کے سرپرست رہے اور پوری سرگرمی سے تنظیم کے کاموں میں حصہ لیا' ملتان' لاہور' جھنگ' بھکر اور دوسرے دور دراز علاقوں میں تنظیم اہل سنت کی کانفرنسوں اور جلسوں کی صدارت فرمائی' آپ کے فرمان پر آپ کے قریبی عزیز حضرت خواجہ غلام مرتضی صاحب تونسوی نے بھی تنظیم اہل سنت سے بھرپور تعاون فرمایا' ان حضرات کی شاندار خدمات کی مفصل رپورٹیں ہفت روزہ ''تنظیم اہل سنت'' لاہور کی فائلوں میں موجود ہیں۔ کچھ اندازہ اس قرارداد سے بھی ہوتا ہے جو اپریل ۱۹۵۰ء میں تنظیم اہل سنت کانفرنس بھکر میں تنظیم کے مرکزی راہنما مولانا بشیر احمد پسروریؒ فاضل دیو بند کی تجویز اور تنظیم کے

روح رواں مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری مرحوم کی تائید سے پاس ہوئی۔ قرارداد ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

"تنظیم اہل سنت تحصیل بھکر کی یہ عظیم الشان کانفرنس اعلیٰ حضرت خواجہ نظام الدین سجادہ نشین تونسہ شریف مدظلہ العالی کی خدمت میں اعلیٰ حضرت کی ان خدمات جلیلہ پر ہدیہ تشکر و سپاس پیش کرتی ہے جو آپ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں تنظیم اہلسنت کی سٹیج سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مرکزی تنظیم کے سالانہ اجلاس سے لے کر ادنیٰ قصبوں تک کے تنظیمی جلسوں کی صدارت کے فرائض انجام دینے کے لیے اعلیٰ حضرت بہ نفس نفیس اور الحاج حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب تونسوی مدظلہ العالی جو تکلیف فرما کر ملت اسلامیہ کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں تنظیم اہل سنت تحصیل بھکر کا یہ اجلاس اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ہر دو بزرگوں کی خدمت میں اپنے ناچیز جذبات تشکر عقیدت پیش کرنے کی جرات کرتا ہے: گر قبول افتد زہے عز و شرف" (۱)

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مدظلہ فاضل دیوبند مہتمم مدرسہ جامع العلوم عیدگاہ شمالی بھکر نے مؤلف سے بیان فرمایا کہ

"غالباً ۱۹۴۹ء کی بات ہے کہ میں اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن ہموکوئی فاضل دیوبند تونسہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کے ہاں گئے، ہمارے جانے پر حضرت خواجہ صاحب نے اپنی مسجد میں جلسہ کا اہتمام فرمایا،

۱۔ ہفت روزہ "تنظیم اہل سنت" لاہور ص ۱۲، ۲ مئی ۱۹۵۰ء

جلسہ کی صدارت بھی خود ہی فرمائی' میں نے اور مولانا
قاری عبدالرحمٰن صاحب نے تقریریں کیں-''

حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ' حضرت خواجہ صاحب کے مدرسہ میں کئی برس مدرس رہے' مؤلف کے استفسار پر مولانا عبدالستار صاحب نے بیان فرمایا کہ:

''میں مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف میں علم صرف پڑھتا تھا کہ حضرت مولانا خان محمد مدظلہ' وہاں مدرس مقرر ہوئے' حضرت مولانا صاحب دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے شاگرد رشید ہیں' حضرت خواجہ نظام الدین مدرسہ کے سربراہ اور مہتمم تھے- آپ ہی نے حضرت مولانا کی تقرری فرمائی تھی' حضرت مولانا مدظلہ' اس وقت سے اب تک بدستور مسند تدریس پر رونق افروز اور مسلک دیوبند پر مضبوطی سے قائم ہیں-

میں نے اپنی تعلیم مکمل کر کے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث پڑھا- مجھے بھی حضرت مدنیؒ سے حدیث پڑھنے کا شرف حاصل ہوا-- اس کے بعد میں نے لکھنو میں حضرت مولانا عبدالشکورؒ کے دارالمبلغین کا نصاب تعلیم مکمل کیا' وطن واپس آ کر سنجر سیداں میں پڑھانا شروع کر دیا' میری تدریس کو ایک سال ہوا تھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین صاحبؒ نے میرے والد مرحوم کو فرمایا کہ مولوی عبدالستار صاحب نے ہمارے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے اس لیے ہمارے مدرسہ کا زیادہ حق ہے کہ وہ یہاں آ کر پڑھائیں' حضرت خواجہ صاحب کے اصرار پر میرے والد صاحب نے مجھے

حکم دیا اور میں خواجہ صاحب کے مدرسہ میں آ گیا' میرے اندازہ کے مطابق یہ ۱۹۴۹ء کا زمانہ تھا' میں نے وہاں مسلسل پانچ سال تدریس کی' پھر تدریس کے ساتھ تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا' حضرت خواجہ صاحب کی اجازت سے دو مہینے سال میں تبلیغ کے لیے مخصوص کیے' بعد میں جب تبلیغ کے لیے یہ وقت ناکافی ہو گیا تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے ہر مہینے میں بیس دن تبلیغ کی اجازت فرمادی میں نے کچھ عرصہ اسی طرح تدریس اور تبلیغ کو جاری رکھا لیکن محسوس کیا کہ اس طرح مدرسہ کی صحیح خدمت نہیں ہو سکتی- تدریس سے مکمل فراغت کے لیے عرض کیا تو حضرت خواجہ صاحب نے اتفاق نہ کیا اور دونوں سلسلے جاری رکھنے پر اصرار فرمایا' یہاں تک فرمایا کہ میں اپنے جیب سے مشاہرہ دیا کروں گا- میں نے یہ مناسب نہ سمجھا اور تدریس ترک کر کے اپنا پورا وقت تبلیغ کے لیے وقف کر دیا مگر خواجہ صاحب سے تعلق میں کوئی فرق نہ آیا- وہ ہمیشہ احترام اور محبت فرماتے رہے-

میرے زمانہ تدریس میں میرے استاذ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ ویزے پر پاکستان تشریف لائے تو حضرت خواجہ صاحب نے مجھے حضرت مولانا کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ حضرت مولانا کو تونسہ شریف لے آؤ- یہاں وعظ بھی کرائیں گے اور کچھ دن قیام بھی ہو جائے گا- میں حضرت مولانا مرحوم کی خدمت میں خانیوال حاضر ہوا اور تونسہ شریف کے لیے عرض کیا- آپ نے فرمایا کہ ویزے میں تونسہ شریف درج نہیں- اس قانونی رکاوٹ کی وجہ سے اب نہیں آسکتا- دوبارہ پاکستان آنا ہوا تو ویزے میں تونسہ شریف بھی درج کرالوں گا- مگر قدرت

کو کچھ اور ہی منظور تھا- دوبارہ پاکستان کے سفر سے پہلے آخرت کا سفر فرما گئے -ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال است-

حضرت خواجہ صاحب نے اپنی سجادہ نشینی کے دور میں جو جلسے کرائے تھے ان میں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی تقریریں کرائی تھیں- حضرت امیر شریعت کی وفات کے دن خواجہ صاحبؒ نے اپنے صاحبزادہ کو جنازہ میں شرکت کے لیے ملتان بھیجا- وہ جنازہ میں شریک ہوئے اور مکان پر جا کر حضرت امیر شریعت کے صاحبزادوں سے تعزیت کی- حضرت خواجہ صاحب حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا عقیدت اور احترام سے تذکرہ فرمایا کرتے تھے-

حضرت خواجہ نظام الدین صاحبؒ کے متوسل خصوصی جناب حاجی معزاللہ خان صاحب ساکن ڈیرہ اسماعیل خاں نے مؤلف سے بیان کیا کہ

جب شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ پر حملہ ہوا اور داڑھی مبارک کی ہتک کی گئی تھی، میں نے ان دنوں حضرت خواجہ صاحب کو کئی بار دیکھا کہ وہ زار زار روتے اور ہتک کرنے والوں کو بددعائیں دیا کرتے تھے- خاص طور پر فرمایا کرتے کہ "شالا سید حسین احمد دی داڑھی دا قہر پونے-" حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ جب کبھی تونسہ شریف تشریف لاتے حضرت خواجہ صاحب سے ان کی ملاقات کا عجیب منظر ہوتا تھا، ہم نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب تشریف لائے اور حضرت خواجہ صاحب نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا، حضرت

خواجہ صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی اور شاہ صاحب نے اپنے گھٹنے زمین پر رکھدئے اور خواجہ صاحبؒ کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے لگے خواجہ صاحب نے بھی گھٹنے زمین پر رکھدئے اور دونوں بزرگوں نے گھٹنوں کے بل معانقہ کیا۔

ہمارے آبائی گاؤں گل امام میں ہمارے استاذ مولانا عبدالعلی صاحب رحمتہ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے' بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے' ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ جب تونسہ شریف جانا ہو تو مجھے اپنے ساتھ لیتے جانا' میں بہت پریشان ہوا کہ حضرت مولانا دیوبندی مسلک کے بزرگ ہیں' تونسہ شریف میں قوالی ہوتی ہے' کوئی ایسی بات آپ کے لیے گرانی کا سبب نہ بن جائے' پریشان بھی تھا اور تعمیل حکم کے بغیر چارہ بھی نہ تھا' پروگرام بننے پر ساتھ لے گیا اور جاتے ہی متعلقین کو بتا دیا کہ یہ دیوبندی مسلک کے عالم دین ہیں' حضرت خواجہ صاحبؒ گھر میں تھے' میں نے حضرت مولانا صاحب کی اطلاع بھیجی تو آپ خلاف معمول فوراً باہر تشریف لے آئے' حضرت مولانا کو بہت محبت اور احترام سے ملے اور مولانا کی پسند کے مطابق مسجد سے ملحقہ کمروں میں قیام کا انتظام فرمایا' کئی دن قیام رہا حضرت خواجہ صاحب نے مولانا کے آرام و راحت کا خاص خیال فرمایا اور ہر طرح تعظیم و تکریم فرمائی۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں کے دوران قیام مولانا محمد صاحب مرحوم کو ساتھ لے کر عید گاہ تشریف لے گئے اور مولانا محمد صاحب کے والد مولانا احمد دین صاحبؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور دعا

فرمائی' مولانا محمد صاحب اور مولانا احمد دین صاحب دونوں بزرگ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

ڈیرہ اسماعیل خاں میں دیو بندی مکتب فکر کا بڑا اور مشہور مدرسہ دارالعلوم نعمانیہ ہے جس کے مہتمم حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب فاضل دیوبند ہیں' حضرت خواجہ نظام الدین صاحب ڈیرہ تشریف لاتے تو کبھی ایسا ہوتا کہ پہلے دارالعلوم نعمانیہ میں تشریف فرما ہوتے' مریدین کا ہجوم ہو جاتا اور نذرانے پیش کرتے' حضرت خواجہ صاحب ان نذرانوں کی ساری رقم مدرسہ کو عنایت فرمادیتے' مدرسہ کے کمرے بھی اصحاب ثروت متوسلین کو کہہ کر بنوائے تھے۔

خانقاہ سیال شریف

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سجادہ نشین سیال شریف سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے' حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریک آزادی سے پوری طرح متفق اور انگریزی اقتدار کے سخت مخالف تھے' تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

ربیع الاول ۱۳۳۹ھ نومبر ۱۹۲۰ء میں دہلی میں جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس ہوا' جس کی صدارت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے فرمائی' اس اجلاس کی طرف سے ایک فتویٰ جاری کیا گیا جس میں حکومت برطانیہ کے ساتھ موالات اور نصرت کے تمام تعلقات اور معاملات کو حرام قرار دیا گیا' حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحبؒ نے حضرت شیخ الہند اور ان کے رفقاء کے اس فتوے کی تائید فرمائی' خود بھی اس پر عمل کیا اور اپنے تمام متعلقین کو اس پر عمل کرنے کا حکم صادر فرمایا' رجب ۱۳۳۹ء میں سیال شریف کے عرس کے اجتماع میں آپ نے اپنا تحریری اعلان پڑھ کر سنایا جس میں فرمایا کہ:

''اس موقع پر میں آپ لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کرانی نہیں چاہتا کہ ترک موالات کیا چیز ہے' اور ترک معاملات کیا ہے۔ اور اُس وقت اس کی سخت ضرورت

کیوں لاحق ہوئی ہے۔ یہ بات تو علمائے ہند خصوصاً مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا غلام معین الدین اجمیری ادام اللہ برکاتہم کی تصانیف سے بخوبی واضح ہو چکی ہے۔ اس جگہ ان کی تشریح تحصیل حاصل ہے۔ میں تو اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو یہ جتا دینے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ میں جمعیتہ علمائے ہند کے فتوے کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔ اور اس پر کاربند ہوں۔ اور آشناؤں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہوں اور اس فتوے سے شاید ہی کوئی فرد اسلام بے خبر ہو۔ مگر ہمارا ملک پنجاب خصوصاً ضلع شاہ پور عام طور پر اسلامی تحریکوں سے بے خبر رہتا ہے۔ ان کی آگاہی کے لیے مختصراً وہ فتویٰ ذیل میں نقل کرتا ہوں:

جمعیتہ علمائے ہند کا یہ اجلاس کامل غور کے بعد مذہبی احکام کے مطابق اعلان کرتا ہے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ موالات اور نصرت کے تمام تعلقات اور معاملات رکھنے حرام ہیں۔ اس کے تحت حسب ذیل امور بھی واجب العمل ہیں۔

(۱) خطابات اور اعزازی عہدے چھوڑ دینا۔

(۲) کونسلوں کی ممبری سے علیحدگی اور امیدواروں کے لیے رائے نہ دینا۔

(۳) دشمنان دین کو تجارتی نفع نہ پہنچانا۔

(۴) کالجوں اور سکولوں میں سرکاری امداد قبول نہ کرنا۔ اور سرکاری یونیورسٹیوں سے تعلق قائم نہ رکھنا۔

(۵) دشمنان دین کی فوج میں ملازمت نہ کرنا اور کسی قسم کی فوجی امداد نہ پہنچانا۔

(٦) عدالتوں میں مقدمات نہ لے جانا۔ اور وکیلوں کے لیے ان مقدمات کی پیروی نہ کرنا۔

صاحبو! اس فتوے کو وہ شخص ناقابل برداشت کہہ سکتا ہے، جس کے دل میں ایمان اور اسلام کی ذرا بھی قدر نہ ہو۔ فقیر نے بارہا اپنے آشناؤں کو اسلامی اصول کے ماتحت اس فتوے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اب بصورت اعلان ہر ایک خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جو شخص فوج اور پولیس میں ملازم ہو۔ تو اس سے فقیر کا کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کو فقیر سے کوئی تعلق ہونا چاہیے۔ اور آئندہ کوئی فوجی اور پولیس مین کوئی نذرانہ کسی قسم کا فقیر کے پیش نہ کرے کیوں کہ وہ ہرگز قبول نہیں کیا جاوے گا۔ کوئی آدمی فوجی ہو یا پولیس کا۔ فقیر سے بیعت نہ کرے۔ کیونکہ اس کو بیعت نہیں کیا جاوے گا۔" (۱)

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحبؒ نے سیال شریف کے ایک مفصل

۱۔ "امر معروف" شائع کردہ مجلس خلافت ضلع شاہ پور" صفحہ ۹ تا ۱۱

اور مدلل فتوے پر علمائے دیوبند کی تصدیقات حاصل کی تھیں، اور اس کو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندیؒ اور مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ کے تصدیقی دستخطوں سے شائع فرمایا تھا(۱)۔ ضیائے حرم لاہور کے شمس العارفین نمبر میں حکیم علی محمد صاحب اور حکیم عطاء محمد صاحب نے حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحبؒ کے حالات اور مجاہدانہ کارناموں پر تفصیلی مضامین لکھے ہیں۔ حکیم علی محمد صاحب لکھتے ہیں کہ

> ''صوبہ پنجاب کی تحریک کے متفقہ صدر حضرت مجاہد ملت خواجہ محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف ہی تھے۔ لاہور میں ایک شاندار علماء کانفرنس ہوئی جنہیں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے عربی میں خطاب فرمایا۔۔۔اس کانفرنس کے بعد تحریک خلافت کا عملاً کام شروع ہو گیا۔ رضاکاروں کے جلوس نکلنے لگے اور ہر طرف اللہ اکبر کے نعرے بلند ہونے لگے۔'' (۲)

حکیم عطا محمد صاحب تحریک خلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> ''مسلمانوں میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنو، اجمیر سے مولانا معین الدین صاحب اجمیری دیوبند اور دہلی سے جمعیۃ علماء ہند کے تمام اکابر اور مسیح الملک حکیم

۱- یہ تصدیقی دستخط ''امر معروف'' کے صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں

۲- ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور، شمس العارفین نمبر جنوری ۱۹۸۰ء صفحہ ۲۰۸

اجمل خاں صاحب، رام پور سے مسٹر محمد علی، شوکت علی جو بعد میں علی برادران اور مولانا کہلائے۔ کلکتہ بنگال سے مولانا ابوالکلام آزاد کے نام نامی یاد ہیں۔ ان راہنمایان میں انگریزی، عربی تعلیم یافتہ دونوں شامل تھے اور پنجاب میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا ظفر علی خاں، مولانا سید داؤد غزنوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر کئی گرانقدر اور عظیم ہستیاں بھی میدان میں آ گئیں۔ ہمارے مدرسہ کے بانی مولانا خواجہ ضیاء الدین صاحب بھی اتنے ہی انگریز دشمن تھے جتنا انگریز اسلام کا دشمن تھا۔ پنجاب کے بڑے سجادہ نشینوں میں وہ واحد ہستی تھے جو انگریز کے خلاف میدان میں آگئے۔ سیال شریف اب انگریز دشمن اکابر کا محور بن گیا۔ پنجاب کے اکثر زعماء کو سیال شریف آتے ہوئے دیکھا۔ علی برادران اور علمائے ہند کے اکابر اور مولانا ابوالکلام آزاد بھی آپ سے ملاقی ہوئے۔'' (۱)

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب ۱۹۲۷ء میں دہلی تشریف لے گئے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے بزرگوں کو آپ کے سفر کا علم ہوا تو دوران سفر دیوبند تشریف لانے کی دعوت دی جو آپ نے بخوشی قبول فرمائی، دیوبند کے ریلوے اسٹیشن پر دارالعلوم کے اساتذہ طلباء اور عوام کے ایک جم

۱۔ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور شمس العارفین نمبر جنوری ۱۹۸۰ء صفحہ ۲۲۹

غفیر نے آپ کا استقبال کیا' دارالعلوم میں مکمل چھٹی کر دی گئی اور آپ کے اعزاز میں عظیم الشان اجتماع ہوا۔

حضرت شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد حضرت خواجہ معظم الدینؒ مرولہ شریف کی سوانح" ہوالمعظم' میں مؤلف کتاب صاحبزادہ غلام نظام الدین صاحب مرولوی نے حضرت خواجہ محمد ضیاءالدین صاحبؒ کے سفر دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''پیر انور شاہ صاحب کاشمیری اس وقت شیخ الحدیث تھے۔ حضرت سیالوی کی آمد پر شاہ صاحب نے گھنٹی بجوا کر طلباء میں چھٹی کا اعلان کیا تا کہ استقبال میں وہ بھی شریک ہو سکیں۔ حضرت کو بیٹھنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی ---اور شاہ صاحب حضرت کے سامنے مؤدبانہ طور سے دو زانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین و ارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے دارالعلوم کے لیے دو سو روپے عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور تمام عالم اسلام کی کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرین دیوبند عام طور سے صاحب

نسبت تھے چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت
ہونے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے۔ پس معلوم
ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ
اخوت و مودت فی مابین استوار تھا۔" (۱)

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے لاہور میں انجمن خدام الدین قائم کی تو شروع میں انجمن کا سالانہ جلسہ کیا کرتے تھے' جس میں پورے ہندوستان کے جید علمائے کرام اور مشائخ عظام شرکت فرمایا کرتے تھے' حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحبؒ بھی تشریف لے جاتے تھے' ۲۹' ۳۰' ۳۱' مئی ۱۹۲۷ء کے جلسہ میں مشہور مناظر اور دیوبندی مکتب فکر کے ترجمان حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحب نے مولانا عبدالشکور صاحب کو سیال شریف کی دعوت دی' مولانا ان دنوں بہت عدیم الفرصت تھے مگر حضرت خواجہ صاحب کے اصرار پر دعوت منظور فرمالی اور چند روز بعد سیال شریف تشریف لائے دو دن قیام فرمایا' حضرت خواجہ صاحب نے جلسہ کا اہتمام فرمایا۔ حضرت مولانا کی مسلک اہل سنت کی حقانیت پر مدلل اور مفصل تقریر ہوئی۔ ایک شیعہ مولوی سے بعض مسائل پر گفتگو بھی ہوئی' اس موقع پر حضرت خواجہ صاحب نے کسی شیعہ مصنف کی ایک ضخیم کتاب حضرت مولانا عبدالشکور صاحب کو جواب لکھنے کے لیے

۱۔ ہوالمعظم ص ۴۰-۴۱

عنایت فرمائی۔۔۔(۱)

۲۱جون ۱۹۲۹ء بروز جمعہ حضرت خواجہ صاحب نے سفر آخرت فرمایا تو حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نے اپنے رسالہ النجم لکھنو میں ''پنجاب میں ایک بڑا حادثہ'' کے عنوان سے ایک صفحہ کا تعزیتی نوٹ لکھا۔ جس میں حضرت خواجہ صاحب کے علمی و روحانی کمالات کا اعتراف اور دینی و ملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا' چند سطور ملاحظہ فرمایئے۔

''مرحوم بڑی خوبیوں کے شخص تھے باوجود سجادہ نشینی کے علمی مذاق بھی بہت عالی تھا اور دین کا بہت درد دل میں رکھتے تھے۔ فتنہ رفض کی مضرتوں کا بھی خوب احساس رکھتے تھے اور حق یہ ہے کہ ضلع جھنگ اور وسط پنجاب میں فتنہ رفض کا زور بہت کچھ ان کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا۔ پنجاب کے علماء و صلحاء کی ایک جماعت ان کی ذات سے وابستہ تھی پنجاب میں اس حادثہ کا عام طور پر کہرام ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایسی ہستی کا دنیا سے اٹھ جانا مسلمانوں کے لیے بڑا حادثہ ہے۔'' (۲)

حضرت خواجہ صاحب کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ قمرالدین صاحب سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کی کتاب تحذیر الناس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا۔

''میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام

۱۔ ملاحظہ ''النجم'' لکھنو ۷ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ

۲۔ ''نجم'' لکھنو ۲۱ محرم ۱۳۴۸ھ

موجود ہے۔خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔" (۱)

فقیر قمر الدین سیال شریف

حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم مدظلہ' اپنی مرولہ شریف کی حاضری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"چند سال پیشتر ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ دسمبر ۱۹۶۸ء کو جب حاضری ہوئی تو حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ' بھی ایک خاصی جماعت کے ساتھ وہاں تشریف لائے ہوئے تھے جن میں علماء بھی تھے صبح ناشتہ کے بعد جو مجلس تھی اس کی یاد اب تک تازہ ہے۔اس میں اکابر دیوبند کا تذکرہ بھی ہوا۔ حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی تحذیر الناس کی عبارت میں علماء میں سے کسی نے سوال کیا۔ حضرت خواجہ قمر الدین صاحب نے حضرت نانوتوی قدس سرہ کی تائید کے ساتھ فرمایا کہ معترضین ان کی عبارت کو سمجھے نہیں۔ میں علماء دیوبند کی تکفیر سے بری ہوں۔ پھر شیخ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہوئے۔ "نور الایضاح" کا پورا واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح حضرت

۱۔ "ضمیر کی آواز" از مولانا کامل الدین صفحہ ۱۱۶-۱۱۷

شاہ صاحب کشمیریؒ مصر تشریف لے گئے اور ایک کتب خانہ میں نور الایضاح کا قلمی نسخہ دیکھا اور پھر یہاں ہندوستان آ کر اپنے حافظے سے اس کو من و عن نقل کر کے شائع کرا دیا۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔

"مولانا انور شاہ صاحب کا حافظہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔"

ایک معمر عالم مجلس میں آئے، خواجہ صاحب نے ان سے پوچھا۔ آپ نے حدیث کس سے پڑھی تھی۔ انہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ کا نام لیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ مولانا محمود حسن صاحب کو بھی دیکھا تھا؟ پھر خود ہی فرمایا "مولانا بہت بڑے محدث تھے" حضرت خواجہ قمر الدین صاحب مد ظلہ نے اپنے استاذ گرامی حضرت علامہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر بھی نہایت والہانہ انداز میں کیا۔ ترک موالات کے حق میں ان کے ایک رسالے کا بھی ذکر کیا۔ (حضرت علامہ اجمیریؒ کے اکابر دیوبند سے گہرے روابط تھے۔ وہ جمعیۃ علماء ہند کے مرکزی نائب صدر بھی رہے) اپنے استاذ محترم کی علمی شان بیان کرتے ہوئے خواجہ صاحب نے فرمایا، مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عشق رسولؐ بجا مگر میں بلحاظ علم و فضل اپنے استاذ علامہ معین الدین اجمیریؒ کے برابر نہیں سمجھتا۔" (۱)

۱۔ حکایت مہر و وفا از حضرت سید نفیس الحسینی مد ظلہ۔ صفحہ ۲۴

حضرت مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی مدظلہ نے "اسوہ اکابر" میں لکھا ہے کہ:

"حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ (خلیفہ اعظم حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ) کو ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی نے اپنے ہاں (سیال شریف) دعوت دے کر ان کا وعظ کرایا۔"(۱)

۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو جھنگ میں تنظیم اہل سنت کانفرنس ہوئی، جس کے نگران اور منتظم اعلیٰ مشہور دیو بندی عالم اور خطیب مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ تھے، حضرت خواجہ قمر الدین صاحبؒ نے اس کانفرنس میں شرکت فرمائی اور خطبہ صدارت ارشاد فرمایا، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزارویؒ، حضرت مولانا سید ابو الحسنات محمد احمد قادریؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ وغیر ہم علمائے کرام نے کانفرنس میں خطاب فرمایا۔(۲)

۱۱-۱۲ اپریل ۱۹۵۰ء کو بمقام ۲۲۲ گھوڑیانوالہ علاقہ بھوانہ تحصیل چنیوٹ جلسہ عام ہوا، جس کی صدارت حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسویؒ نے فرمائی، حضرت مولانا خواجہ قمر الدین صاحب سیالویؒ، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب میانویؒ وغیر ہم علمائے کرام نے تقاریر فرمائیں۔ حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ ساکن محمدی شریف نے جلسہ کی رپورٹ ہفت روزہ

۱- اسوہ اکابر صفحہ ۳۲

۲- ملخصاً ہفت روزہ "تنظیم اہل سنت" لاہور صفحہ ۳، ۸ اکتوبر ۱۹۴۹ء

تنظیم اہل سنت کو اشاعت کے لیے بھیجی۔(۱)

۱۹۵۴ء کے اواخر یا ۵۵ء کے اوائل کی بات ہے۔ احقر مؤلف جامعہ سراج العلوم سرگودھا میں دورہ حدیث کا طالب علم تھا۔ سرگودھا کے قریب چک ۶۶ میں جلسہ ہوا۔ ہم بھی گئے اور ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بھی تشریف لے گئے تھے حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ لاہور، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ وغیرہم علماء نے تقاریر فرمائیں۔ حضرت خواجہ قمرالدین صاحب بھی جلسہ میں تشریف لائے تھے، رات کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور دن کے اجلاس میں وعظ فرمایا تھا۔

۱۹۵۵ء میں جھوک دایہ ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خان کو شیعوں نے اپنا ہم مذہب بنانے کی کوشش کی، اور معاملہ یہاں تک پہنچایا کہ حاجی صاحب نے مجبور ہو کر ان سے مناظرہ کی تاریخیں طے کر لیں۔ اور حضرت خواجہ قمرالدین صاحبؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ شیعوں سے مناظرہ کے لیے ۱۷، ۱۸ ستمبر کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں، آپ مناظر علماء کو ساتھ لے کر ان تاریخوں کو ہمارے ہاں تشریف لائیں، حضرت خواجہ صاحبؒ نے مناظر حضرات کے لیے مولانا محمد نافع صاحب مدرس جامعہ محمدی شریف کو ملتان تنظیم اہل سنت کے دفتر میں بھیجا، حضرت خواجہ صاحبؒ کے فرمان کے مطابق علامہ دوست محمد صاحب قریشیؒ ۱۶ ستمبر کو جھوک دایہ پہنچ گئے۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر کو شیعہ علماء سے مناظرہ ہوا۔ اہل سنت کی طرف سے

۱۔ ملخصاً ہفت روزہ "تنظیم اہل سنت" لاہور صفحہ ۱۲، ۲۵ اپریل ۱۹۵۰ء

حکم حضرت خواجہ قمرالدین صاحب اور مناظر علامہ دوست محمد قریشیؒ تھے' اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو کامیابی اور فتح عطا فرمائی۔(۱)

حضرت خواجہ قمرالدین صاحبؒ کے فرزند اور جانشین صاحبزادہ غلام حمید الدین صاحب نے سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد کے نام اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ:

"دارالعلوم دیوبند کے کبار علماء نے بھی ایسی کتابیں اور رسائل تالیف کیے جن میں انہوں نے حرکت وہابیہ پر شدت اور سختی سے تنقید کی اگر آپ چاہیں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی تالیف الشہاب الثاقب کا مطالعہ فرمائیں۔(۲)

۱- مناظرہ جھوک دایہ' مطبوعہ کوٹ ادو سے یہ معلومات اخذ کی گئی ہیں۔
۲- ماہنامہ "ضیائے حرم لاہور" جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۷۵

خانقاہ گولڑہ شریف

حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو مکہ شریف میں دار العلوم دیوبند کے سرپرست اور علمائے دیوبند کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کی اور ان کے درس مثنوی میں شریک ہوئے' حضرت حاجی صاحبؒ نے آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اجازت فرمائی' حضرت پیر صاحبؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کی اس عنایت اور اس کی حکمت کو اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا۔ ارشاد ہے کہ:

"بوقت زیارت بیت اللہ شریف کے حاجی امداد اللہ صاحب کہ اہل کشف و کرامت تھے خود ہی نعمت باطنی بخشنے کو اس عاجز کی طرف متوجہ ہوئے ---بعدہ انہوں نے بسلسلہ صابریہ اکرام فرمایا۔" (۱)

"جب میں عرب شریف سے واپس آیا تو ایک مدت کے بعد دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف کے تقاضے پر سلسلہ چشتیہ صابریہ کے وظائف انہیں تلقین کیے اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے اس عطیہ کی حکمت معلوم ہوئی۔"(۲)

۱- ملفوظات مہریہ' مطبوعہ گولڑہ شریف صفحہ ۱۷۲

۲- مہر منیر مولفہ مولانا فیض احمد' مطبوعہ گولڑہ شریف صفحہ ۱۲۹

حضرت پیر صاحبؒ نے حجاز مقدس میں مستقل قیام کا خیال فرمالیا تھا لیکن حضرت حاجی صاحبؒ نے وطن واپسی کا ارشاد فرمایا اور پنجاب میں ایک فتنہ کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی۔ حضرت پیر صاحبؒ وطن تشریف لے آئے' ایک عرصہ بعد مرزائیت کا فتنہ نمودار ہوا' آپ نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو کام کیا وہ قابل قدر اور لائق تحسین ہے آپ کے زمانہ میں بزرگان دیوبند کے خلاف غلط پراپیگنڈا زوروں پر تھا مگر آپ اس پراپیگنڈے سے کبھی متاثر نہ ہوئے' اور ہمیشہ بزرگان دیوبند کا احترام کیا۔ اور جب بھی ان حضرات کا ذکر خیر ہوا آپ نے ان کی تعریف فرمائی۔

حضرت مولانا محمد سعید صاحب مری والے بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کی خدمت میں حاضر تھا' ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا ''آپ مولوی قاسم صاحب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں''؟ حضرت پیر صاحبؒ نے جواباً فرمایا ''تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو''؟ سائل نے عرض کیا جی ہاں انہی کے متعلق۔ حضرت پیر صاحب نے فرمایا' وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔(۱)

مولانا غریب اللہ صاحب مانکی فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ موضع سالار گاہ ضلع راولپنڈی میں حضرات علماء دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہادر دین صاحب امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ رونما ہوا۔ تنازعہ نے مناظرہ

۱۔ اسوہ اکابر صفحہ ۲۷-۲۸

کی صورت اختیار کر لی- اور دونوں طرف کے علماء مقرر شدہ دن موضع سالار گاہ میں پہنچ گئے- مناظرہ سے پہلے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑے میں پیر صاحب گولڑہ شریف (حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب) کو ثالث مان لیں- چنانچہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہو گیا- اور دونوں طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے- وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا کہ اشرف خاں کہتا ہے کہ "جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں-"

حضرت پیر صاحب کو یہ بات ناگوار گزری اور فرمایا کہ "اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں-"

یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی-(۱)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے متعلق ملتان کے علماء میں تنازعہ پیدا ہوا تو جناب مخدوم صدر الدین شاہ صاحب ملتانی نے حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں خط لکھا جس کا آپ نے مفصل جواب تحریر فرمایا جو فتاویٰ مہریہ میں موجود ہے- اس تحریر کے کچھ اقتباسات ذیل

۱- ضرب شمشیر صفحہ ۵۰-۵۱

میں ملاحظہ فرمائیں-

''میں اس قابل نہیں ہوں کہ اہل علم و فضل کے مابین محاکمہ و مداخلت کروں مگر امتثالا للامر السامی' ماحضر عرض کرنے پر مجبور ہوں-''

''میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام ممتاز عین اہل سنت وجماعت سے ہیں اور ذکر آنحضرتؐ کو بالا سماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں-''

''فریقین کو تحریر ہذا سنا کر آپس میں ملا دیں-اور ہدایت کریں کہ ایک دوسرے کو برا نہ کہیں-'' (۱)

حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کی سوانح حیات مہر منیر میں ''بریلوی اور دیوبندی کے عنوان کے تحت لکھا ہے-

''دیوبندی' بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتب فکر کے اختلافی مسائل پر آپ اپنا مسلک تحریر و تقریر اور تالیفات کے ذریعہ برابر واضح فرماتے رہے-اگرچہ فروعی مسائل میں اختلافات کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش آپ کو ناپسند رہی تاہم فریقین کی حق بات کو سراہا-'' (۲)

مئولف ''مہر منیر' نے اعلاء کلمتہ اللہ کے عنوان کے تحت غیر مقلدین

۱- فتاویٰ مہریہ مطبوعہ گولڑہ شریف صفحہ ۱۰ تا ۱۳

۲- مہر منیر صفحہ ۱۴۲

کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے کہ۔

"ان میں بعض مسائل از قسم استمداد' سجدہ تعظیمی' علم غیب' حاضر و ناظر وغیرہ پر خود مقلدین میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور بریلوی اور دیوبندی ناموں سے دو گروہ بن گئے تھے۔ان مسائل پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے مسلک کے متعلق تفصیلی بحث تصانیف کے باب میں آئے گی۔ ملفوظات اور مکتوبات کے باب میں آپ کے ارشادات سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مقلدین کے ان فرقوں (دیوبندی اور بریلوی) کے درمیان رفع اختلاف کا آپ کو کس قدر خیال تھا۔" (۱)

حضرت پیر صاحبؒ نے علی گڑھ میں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ کے متعلق مہر منیر میں لکھا ہے کہ "آپ کی مقبولیت کے لیے یہی سند کافی ہے کہ بریلوی اور دیو بندی ہر طبقہ کے علماء کے دل میں آپ کا بے حد احترام تھا۔ مہر منیر میں اس سلسلہ میں "حیات شیخ الہندؒ" سے ایک واقعہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جامع العلوم کانپور کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر علماء دیو بند کے مشہور پیشوا مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ تقریر کر رہے تھے کہ مولانا لطف اللہ علیگڑھی جلسہ میں تشریف لائے۔ مولانا محمود الحسنؒ نے آپ کو دیکھتے ہی بہ منشائے ادب و احترام تقریر ختم کر دی۔

۱۔ مہر منیر صفحہ ۲۶۶۔

آگے لکھتے ہیں کہ:

بہر حال ہندوستان کے مدارس علمیہ میں سے علی گڑھ کا انتخاب حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے مسلک اعتدال کا مظہر ہے۔(۱)

حضرت مولانا پیر زادہ بہاء الحق صاحب قاسمی مدظلہ' دار العلوم دیوبند کے فضلا میں سے ہیں' راولپنڈی کے زمانہ قیام میں حضرت پیر صاحبؒ سے ان کے روابط رہے ہیں' گولڑہ شریف میں عرس کے اجتماع کو خطاب بھی فرمایا۔ اکثر عصر کی نماز کے وقت گولڑہ شریف حاضر ہوا کرتے تھے' مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی مدظلہ احقر مؤلف کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میں جب جامع مسجد راولپنڈی کا خطیب مقرر ہوا تھا' اس زمانہ میں پنڈی میں فرقہ وارانہ جھگڑا زور پر تھا' عید کی نماز

۱۔ مہر منیر صفحہ ۲۴۷ حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ علی گڑھی نے مولانا احمد رضا خان کو ان کی شدت اور سختی پر ٹوکا تھا۔ ۱۱ھ رمضان ۱۳۱۴ھ کو مولانا لطف اللہ صاحب نے بڑی دلسوزی اور رنج وافسوس کے ساتھ مولانا احمد رضا خان کو یہ مکتوب لکھا تھا کہ:

''ذرا غور فرمایئے! ہماری بدبختی اور تشدد نے ہمارے فرقہ حقہ اہل سنت اور بالخصوص احناف کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا ہے۔۔۔۔اب جیسے اخراج عن المساجد کا فتویٰ مشتہر ہوا جب سے ہمارے گروہ کو ذلت کا سامنا ہوا۔ کفار حاکموں کے روبرو ہم مجرموں کی طرح پکڑے ہوئے جاتے ہیں۔ ہمارے دین وایمان کی کتابیں ان کے پیروں پر رکھی ہوتی ہیں۔۔۔۔افسوس صد افسوس! ہمیں اپنے پاک مذہب کی اس ذلت پر ذرا نظر نہیں ہوتی۔ مولانا! خدا کے لیے غور کیجئے اور دشمنان دین کو ہم پر اور ہمارے پاک مذہب پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے۔''

(سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ صفحہ ۱۷۱'۱۷۲ بحوالہ مراسلات سنت وندوہ صفحہ ۱۶)

دیوبندی اور بریلوی حضرات الگ الگ پڑھتے تھے - لیکن
جب عید گاہ میں میں نے خطیب شہر کی حیثیت سے نماز عید
پڑھائی تو تمام پارٹیوں نے میرے پیچھے نماز ادا کی - دو
تین روز بعد جب مولانا محبوب عالم صاحب مرحوم
(مصاحب خاص حضرت پیر صاحبؒ گولڑہ شریف) نے
حضرت پیر صاحب سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضرتؒ نے
مجھے مخاطب کر کے فرمایا - تسیں تے جامع
المتفرقین نکلے - حضرت پیر صاحبؒ کے بعد آپ
کے صاحبزادہ سید حافظ غلام محی الدین شاہ صاحب بھی
مجھ پر شفقت فرماتے رہے - دینی کاموں میں میرے
ساتھ تعاون فرماتے - ایک مرتبہ آپ امرتسر تشریف
لائے تو آپ نے میرے غریب خانہ پر بھی تشریف لا کر
میری عزت افزائی فرمائی -" (۱)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی مرحوم نے احقر مؤلف سے
بیان فرمایا تھا کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قدس
سرہ سے میں نے خود یہ واقعہ سنا - فرماتے تھے کہ تحریک خلافت کے زمانہ
میں حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے اختلاف رائے ہوا - دونوں
طرف سے بعض مواقع پر اس اختلاف کے اظہار کی بھی نوبت آئی - اس
کے بعد میں حضرت کی خدمت میں کبھی حاضر نہ ہوا - حضرت پیر صاحب

۱- مکتوب محررہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

اپنے آخری ایام میں مجھے یاد فرماتے اور ملاقات کی آرزو فرماتے تھے مگر مجھے کوئی پیغام نہیں بھیجا- ادھر میری طبیعت میں خود بخود زیارت کا تقاضا پیدا ہوا اور میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا- حضرت نے بہت محبت اور شفقت فرمائی- میں نے عرض کیا کہ حضور! میں نے گستاخیاں کی ہیں ان کی معافی مانگنے آیا ہوں- حضرت نے فرمایا اس میں کیا گستاخی ہوئی- آپ نے جو حق سمجھا آپ نے بیان کیا اور میں نے جو حق سمجھا میں نے بیان کیا-

ضلع جھنگ کا ایک مولوی علمائے دیوبند کی مخالفت کرتا تھا' حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے علمائے دیوبند کا نام لے کر کافر کہتا اور عام اجتماعات میں ان حضرات پر لعنت کرتا تھا- اس معاملہ میں ایک صاحب کے سوال پر حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحبؒ نے فتویٰ تحریر فرمایا جس میں حضرات مذکورین علمائے دیوبند کو مومن لکھا اور اس مخالف مولوی کو ہی کفر و لعنت کا مورد قرار دیا- فتویٰ حسب ذیل ہے-

الجواب

اشخاص مذکورین مومن ہیں اور جو شخص مومن کو کافر کہے اور اس پر لعنت کرے وہ کفر و لعنت اسی پر ہو گی-

غلام محمد عفی عنہ مقیم گولڑہ شریف-

حضرت مولانا قاری مفتی غلام محمد صاحبؒ ایک اور اسی قسم کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں-

واضح ہو کہ علماء دیوبند مسئول عنہم شکر اللہ سعیہم کی نیات مبنی برخیر تھیں۔اعنی یہ لوگ نیک نیت تھے اور چند مسائل کی وجہ سے جو لوگ ان کی نسبت زبان دراز ہیں ہمیں اس سے خداوند کریم نے محفوظ رکھا ہے اور آئندہ بھی اس کی درگاہ سے ان کے لیے خیر خواہ ہیں۔فقط (۱)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کی سوانح مہر منیر آپ کے فرزند اور جانشین حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحبؒ کی اجازت سے لکھی گئی اور ان کی حیات میں ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی، جس میں "ہندوستان کے دینی علوم کے مراکز" کے عنوان کے تحت حضرت پیر صاحبؒ کے زمانہ تعلیم کے بڑے مدارس کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دارالعلوم دیوبند کے افتتاح اور ترقی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔لکھا ہے کہ

"حضرت قبلہ عالم (پیر صاحبؒ) جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے۔ان دنوں وہاں لکھنو، دیوبند، رام پور، کانپور، علی گڑھ، دہلی اور سہارنپور میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم تھے۔لکھنو میں مولانا عبدالحیٔ متوفی ۱۳۰۴ھ مرجع خلائق تھے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں۔دیوبند میں مدرسہ کا افتتاح ۱۲۸۳ھ میں ہو چکا تھا اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی زیر سرپرستی یہ مدرسہ کافی ترقی کر رہا تھا۔ان ایام میں وہاں مولوی محمد یعقوب صاحبؒ نانوتوی خلف مولوی مملوک علی صاحب مدرس اعلیٰ تھے جو اجمیر شریف میں بھی مدرس رہ چکے تھے۔مولوی مملوک علی موصوف مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی ذوالفقار علی صاحب

۱۔ ضرب شمشیر صفحہ ۵۴ بحوالہ آئینہ مذہب صفحہ ۳

اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ وغیرہ علمائے دیوبند کے استاد تھے۔(۱)

مولف مہر منیر نے تحریک خلافت کا ذکر کرتے ہوئے دیوبند کو دینی و روحانی مراکز میں شمار کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ عوام اور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل' ندوہ' دیوبند' تونسہ شریف اور سیال شریف وغیرہ کے دینی اور روحانی مراکز کے علماء اور مشائخ بھی ''خلافت اسلامیہ'' کے تحفظ پر کمربستہ ہوگئے۔حضرت قبلہ عالم (پیر صاحب) قدس سرہ کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاولپور' مولانا برکت علی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور حکیم شمس الدین وزیر آبادی اور سید عطاءاللہ شاہ بخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔'' (۲)

حضرت پیر صاحبؒ کی تصنیف ''تحقیق الحق فی کلمتہ الحق'' کے شروع میں حضرت کے حالات میں لکھا ہے کہ ''واضح ہو کہ ہندوستان کے دیگر مشاہیر علماء مثلاً مولوی اشرف علی صاحب تھانویؒ مولانا انور علی شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس درالعلوم دیوبند۔ مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی' مولانا فضل حق صاحب رامپوری وغیرہ آپ کے کمالات علمیہ کے مداح تھے۔(۳)

حضرت پیر صاحبؒ کی ایک اور کتاب ''اعلاء کلمتہ اللہ'' کے پیش لفظ

۱۔ مہر منیر صفحہ ۷۳

۲۔ ایضاً صفحہ ۲۶۸

۳۔ تحقیق الحق مطبوعہ گولڑہ شریف صفحہ ۶

میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ:

۔ ''جہاں آپ بریلوی مکتب فکر کے علمائے کرام میں ایک عارف محقق اور عالم مدقق تسلیم کیے گئے ہیں وہاں دیو بندی طبقہ کے اکابر علماء بھی آنجناب کے علم و عرفان کے ثناخواں نظر آتے ہیں اور ان دو بڑے اسلامی فرقوں کے علاوہ دیگر اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں میں بھی آپ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔'' (۱)

حضرت پیر صاحبؒ کی لاجواب تصنیف ''سیف چشتیائی'' کی مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف مہر منیر لکھتے ہیں۔

بلند پایہ علماء کے طبقہ میں تو بالخصوص اس کی بہت مانگ ہے اور وہی در حقیقت اس کی صحیح قدر و منزلت بھی کر سکتے ہیں چنانچہ مولوی اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر بیان القرآن میں آیت وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله (سورة نساء آیت ۱۵۷) کے ذیل میں لکھتے ہیں ''اور حیات و موتِ عیسیٰ کی بحث میں کتاب ''سیف چشتیائی'' قابل مطالعہ ہے۔'' اسی طرح دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام کے دیباچہ میں ''سیف چشتیائی'' کو مسئلہ حیات مسیح پر ایک بہترین اور کافی وافی تحریر قرار دیا ہے۔ (۲)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی معروف کتاب ''الفتوحات الصمدیہ'' کا جو ایڈیشن حضرت سید غلام محی الدین شاہ صاحب کے زمانہ

۱- اعلا کلمتہ اللّٰہ مطبوعہ گولڑہ شریف صفحہ ۳

۲- مہر منیر صفحہ ۲۵۰

میں حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب کی فرمائش سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا اس کے پیش لفظ میں ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا نظریہ نقل کیا ہے۔لکھا ہے کہ

"دیوبند کے مشہور شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تقریرات بخاری فیض الباری جز اول کتاب العلم ص ۱۷۱میں ابنِ عبدالوہاب کے متعلق لکھا ہے۔"

کان رجلا بلیداً قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم بالکفر۔

(وہ ایک کند ذہن تھوڑا علم رکھنے والا شخص تھا مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں بہت جلدی کرتا تھا۔(۱)

ایک دفعہ للہانی ضلع سرگودھا میں بعض لوگوں نے علمائے دیوبند کی تکفیر کر کے عوام میں افراتفری پیدا کر دی' وہاں کے معززین نے مولانا کامل الدین صاحب رتوکالوی کو گولڑہ شریف بھی فتویٰ حاصل کرنے بھیجا تھا۔ مولانا لکھتے ہیں۔

بعد ازاں احقر گولڑہ شریف پہنچا۔ صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔سب واقعہ بیان کیا گیا۔انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو (جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے

۱۔ الفتوحاتِ الصمدیہ طبع چہارم مطبوعہ گولڑہ شریف صفحہ ۵

ان کو لکھ دیں - انہوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں -

> میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں - جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے - میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ صاحب) کا بھی یہی مذہب تھا - (۱)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی مرحوم نے احقر مؤلف سے بیان فرمایا تھا کہ حضرت مولانا پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب گولڑویؒ ایک دفعہ امرتسر تشریف لے گئے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بیمار تھے، میعادی بخار تھا، اتفاق سے میں بھی وہاں موجود تھا - حضرت پیر غلام محی الدین صاحب حضرت شاہ صاحب کی ملاقات اور مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے - حضرت شاہ صاحب نے باوجود علالت اور نقاہت کے اپنے دونوں ہاتھوں سے کرسی آگے بڑھائی - حضرت پیر صاحب تشریف فرما ہوئے اور مزاج پرسی فرمائی - اس موقع پر آپ نے حضرت شاہ صاحب سے یہ بھی فرمایا کہ "میں آپ کو بزرگوں کی نشانی سمجھتا ہوں اس لیے حاضر ہوا ہوں -"

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کے متوسل خصوصی حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹویؒ شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور نے ایک استفسار کے

۲- ڈھول کی آواز ۱ مولفہ مولانا کامل الدینؒ صفحہ ۹۹

جواب میں تحریر فرمایا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا زمانہ میں نے نہیں پایا۔ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ کی زیارت ایک دفعہ کی ہے۔ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی ایک دفعہ زیارت کی ہے اور ایک دفعہ وعظ بھی سنا ہے۔ اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علماء ربانیین اور اولیاء امت محمدیہ سے تھے۔ احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے۔ مگر میرا اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصنیفات کا مطالعہ اور استفادہ اور قبول عام ہے۔ بالخصوص مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ (۱)

فقط ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳۳۵ھ

۱- چراغ سنت مولانا سید فردوس علی شاہ صاحب صفحہ ۳۲۴-۳۲۵

خانقاہ شرقپور شریف

حضرت مولانا پیر زادہ بہاء الحق صاحب قاسمی مدظلہ کا ایک مضمون ''وقت کی پکار'' کے عنوان سے نوائے وقت میں شائع ہوا، جس میں مولانا لکھتے ہیں کہ:

مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی خطیب صدر راولپنڈی نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ دیوبند سے کشمیر جاتے ہوئے رونق افروز لاہور ہوئے (مولانا عبدالحنان صاحب اس سفر میں حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ تھے) تو حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں میاں صاحب کے شوق ملاقات کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحبؒ نے سفر کشمیر سے واپسی پر شرقپور تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا۔ اور جب آپ کشمیر سے واپس ہو کر لاہور تشریف لائے تو انہیں صاحب نے وعدہ کی یاد دہانی کرائی۔ چنانچہ آپ شرقپور تشریف لے گئے۔ اس سفر میں بھی مولانا عبدالحنان کو شاہ صاحب کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ حضرت میاں صاحب شرقپوری نے شاہ صاحبؒ کے ساتھ انتہائی احترام و اکرام کا معاملہ فرمایا بلکہ شاہ صاحب کو چند نقد روپے اور چند کپڑے بھی بطور ہدیہ پیش کیے اور رخصت کے وقت سواری پر سوار کرانے کے لیے باہر (اڈا) تک ساتھ

تشریف لائے۔ مولانا عبد الحنان صاحبؒ موصوف نے میرے مضمون کی تائید کرتے ہوئے اس واقعہ کی مزید تفصیل بایں الفاظ بیان فرمائی ہے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کی خدمت میں شاہ صاحب کشمیریؒ کی ہمرکابی میں حاضری ہوئی تو اس وقت میاں صاحب مکان کی بالائی منزل میں تشریف فرما تھے۔ حضرت کے خدام نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ میاں صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ جب اوپر سے تشریف لاتے ہیں تو بیٹھے ہوئے مہمان ان کے استقبال و اکرام کے لیے کھڑے نہیں ہوتے آپ خود ان کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا ویسا ہی کریں گے جیسا میاں صاحب کا طریقہ ہے۔ چنانچہ میاں صاحب اطلاع ہونے پر تشریف لائے اور شاہ صاحب کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب سے مصافحہ کیا۔ پھر چار پانچ منٹ تک خاموش رہے پھر فرمایا۔

"میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا کیا۔"

اس کے بعد میاں صاحب نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور دیگر اکابر علمائے دیو بند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں۔"

آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا۔ میرے پاس موجود و محفوظ ہے۔"

میاں صاحب نے دو کپڑے (کرتہ' تہبند) شاید پگڑی بھی' پورا یاد نہیں اور پانچ روپے کرتے کی جیب میں ڈال کر شاہ صاحب کو ہدیۃً پیش کیے

اور ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر شاہ صاحب کو رخصت کرنے کے لیے بہ نفس نفیس موٹروں کے اڈا تک تشریف لائے۔(۱)

حضرت میاں صاحب کے خلیفہ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری مرحوم نے میاں صاحب کی سوانح ''خزینہ معرفت'' کے نام سے لکھی جس میں ''دیو بند میں چار نوری وجود'' کا عنوان قائم کر کے حضرت شاہ صاحب کی تشریف آوری کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ

مولانا مولوی انور علی شاہ (مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری) صدر مدرسہ دیو بند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے۔اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحبؒ خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمتہ سے کہا۔ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے۔کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔کہ دیو بند میں چار نوری وجود ہیں۔ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔(۲)

۱۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور ۱۵ جنوری ۱۹۷۶ء

۲۔ خزینہ معرفت طبع اول صفحہ ۳۸۴

انجمن ارشاد المسلمین لاہور نے جنوری ۱۹۸۳ء میں خزینہ معرفت طبع اول کا عکس شائع کیا ہے، جس کے شروع میں حضرت میاں صاحبؒ کے معتمد خصوصی اور متوسل جناب مولانا ملک حسن علی صاحب شرقپوری مدظلہ اور جناب ابوالحسن صاحب مجددی کے مضامین شامل کیے ہیں۔ ہم ملک حسن علی صاحب کی تحریر سے یہاں چند واقعات نقل کرتے ہیں۔

☆ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند جزیرہ مالٹا میں ایک مدت تک انگریزوں کی قید میں رہے۔ ۱۹۲۰ء میں اسارت مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان (دیوبند) وارد ہوئے تو انہوں نے حضرت میاں شیر محمد صاحب کو ایک خط لکھا۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے گھر سے بلایا اور وہ خط مجھے پڑھنے کے لیے دیا۔ میں نے بار بار پڑھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے میاں صاحب سے پرانے مراسم ہیں۔ اس خط میں حضرت شیخ الہندؒ نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اسارت مالٹا میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے۔ جب زیور طباعت سے آراستہ ہوا تو اس کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ نیز اسی خط میں میاں صاحب سے ملاقات کا اشتیاق بھی ظاہر کیا تھا۔

☆ ۱۹۲۵ء میں بروز جمعۃ المبارک مولانا احمد علی صاحب لاہوری مقیم دروازہ شیرانوالہ اس احقر کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت میاں صاحب کو کسی طرح ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی تو معاً ان کا کھانا ایک طشت میں چن کر میرے گھر بھجوا دیا اور فرمایا کہ وہ میرے مہمان ہیں۔ جمعہ کا خطبہ مولانا صاحب سے دلوایا اور خود ان کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

☆ الحاج مولانا عبدالعزیز صاحب فیض پوری ہمارے علاقہ کے مشہور عالم و واعظ کی بیعت حضرت میاں صاحب سے تھی- مولانا عبدالعزیز علی الاعلان دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے- ان کے والد مولوی محمد حسن صاحب مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فارغ التحصیل تھے اور اپنے زمانہ کے اجلہ علماء میں سے تھے- مولوی عبدالعزیز صاحب حضرت میاں صاحب کے زمانہ میں جب شرقپور تشریف لاتے میاں صاحب انہیں امامت کے مصلے پر کھڑا کر دیتے-

☆ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے اپنے دو محبین نور حسن شاہ مشہور گدی نشین حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ اور مولوی امیر علی صاحب سکنہ چاہ میاں غلام علی ضلع شیخوپورہ کو اپنی گرہ سے کرایہ آمدورفت دے کر دیوبند بھیجا کہ میاں اصغر حسین صاحب "شیخ ابوداؤد" دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں ایک ہفتہ رہیں-

☆ واربرٹن ضلع شیخوپورہ کے قریب ایک گاؤں چاہ میاں غلام علی کے نام سے مشہور ہے میاں غلام علی کے صاحبزادے حافظ لال حسین میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ مدرسہ نعمانیہ لاہور کے نصاب تعلیم کی تکمیل کر چکے ہیں، اب مزید تعلیم کے لیے کہاں جائیں- حضرت میاں صاحبؒ نے دیوبند کے مہتمم صاحب کے نام رقعہ لکھا اور انہیں ہدایت کی کہ دارالعلوم دیوبند کا داخل لے لیں- حافظ لال حسین صاحب نے چار سال پورے دیوبند میں تعلیم حاصل کی-(۱)

۱- مضمون مولانا ملک حسن علی مشمولہ خزینہ معرفت صفحہ ۱۱ تا ۱۳

مرزا غلام نبی جانباز نے ''حیات امیر شریعت'' میں لکھا ہے کہ

''امیر شریعت (سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ) نے
۱۹۳۷ء کے دم توڑتے ہوئے دنوں میں حضرت مولانا
عبدالقادر صاحب رائپوریؒ کے ہاتھ پر لاہور میں
مولانا عبداللہ فاروقی کے مکان پر بیعت کی تھی۔ اس
سے پیشتر امیر شریعتؒ' سید پیر مہر علی شاہ صاحب
گولڑویؒ کے دامن سے وابستہ تھے' ان کی وفات کے بعد
ایک عرصہ اپنے روحانی پیشوا کی تلاش میں رہے اور اس
غرض کے لیے میاں شیر محمدؒ کی خدمت میں شرقپور
(شیخوپورہ) بھی گئے اور ان سے عرض کیا۔

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن

حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ نے دو گھنٹہ مراقبہ کے بعد فرمایا۔

''شاہ جی! آپ کوئی دوسرا گھر تلاش کریں۔ میرے
دامن میں اتنی وسعت کہاں کہ آپ کو پناہ دے سکے۔

واپسی پر حضرت میاں صاحبؒ امیر شریعت کو اپنے جلو میں گاؤں کی
آخری سرحد تک چھوڑنے آئے۔'' (۱)

خانقاہ کوٹ مٹھن شریف

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین کوٹ مٹھن شریف ضلع راجن پور (متوفی ۱۳۱۹ھ) سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے معروف بزرگ تھے' مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء کا احترام فرماتے تھے' بزرگان دیوبند سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں- آپ نے ان حضرات کا بہت اکرام کیا' علمائے دیوبند کے خلاف کبھی کوئی کلمہ زبان پر نہیں لائے' درالعلوم دیوبند کے سرپرست حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء علمائے دیوبند کی علمی رفعت اور علو مرتبہ کے ہمیشہ معترف رہے- آپ کے کتنے مرید اور عقیدت مند ایسے تھے جو اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند بھیجا کرتے تھے اور آپ نے ان کو اس سے کبھی منع نہیں فرمایا تھا- ایک دفعہ ایک مجلس میں عرب کے سلاسل طریقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "چشت اہل بہشت میں سے وہاں صرف مولوی حاجی امداد اللہ صاحب ہیں-" آپ کے ملفوظات "مقابیس المجالس" میں ہے کہ

حاجی امداد اللہ صاحب جو کامل بزرگ ہیں زندہ ہیں- اس کے بعد فرمایا کہ دیوبند' سہارن پور اور گنگوہ کے	حاجی امداد اللہ کہ بزرگے است کامل زندہ است بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علمائے جید از دیوبند و سہارن پورو

گنگوہ از مریدان حاجی صاحب اہستند
و مولوی رشید احمد گنگوہی نیز مرید
وخلیفہ اکبر مولوی موصوف است
ودیگر خلفاء وے ہم بسیار اند چنانچہ
مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد
یعقوب صاحب (۱)

اکثر جید علماء حضرت حاجی صاحب
کے مرید ہیں' مولانا رشید احمد گنگوہی
آپ کے مرید اور بڑے خلیفہ ہیں-اور
بھی آپ کے خلفاء بہت ہیں جیسے مولانا
محمد قاسم صاحب اور مولانا محمد
یعقوب صاحب

ریاست بہاولپور کے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عزیز مرحوم دیوبندی مسلک کے عالم دین تھے- مشہور دیوبندی بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے مرید تھے' محل صادق گڑھ کے کتب خانہ کے انچارج تھے' حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مولانا عزیز مرحوم سے محبت فرماتے تھے- جب کبھی امیر بہاولپور کے ہاں تشریف لاتے اور مولانا سے حاضری میں تاخیر ہو جاتی تو اپنے خاص خادم کو بھیج کر مولانا کو بلا لیتے' دعاؤں اور تبرکات سے نوازا کرتے تھے- اسی شفقت و عنایت کی بدولت مولانا عزیز مرحوم آپ کی خانقاہ چاچڑاں شریف بھی حاضر ہوا کرتے تھے- ایک دفعہ آپ نے مولانا کو خلعت فاخرہ بھی عنایت فرمایا تھا- (۲)

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری مدظلہ نے احقر مؤلف سے

۱- مقدمہ دیوان فرید مطبوعہ عزیز المطابع بہاولپور صفحہ ۵۴ بحوالہ مقابیس المجالس صفحہ ۴۳ جلد دوم

۲- پیش لفظ دیوان فریدی ملخصا

بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے جانشین حضرت مولانا خواجہ فیض احمد صاحبؒ ایک دفعہ ڈیرہ غازی خاں تشریف لے گئے، آپ کو معلوم ہوا کہ شہر میں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی تقریر ہو رہی ہے۔ جلسہ میں تشریف لے گئے، تقریر سنی اور شاہ صاحب کو بڑی محبت و عقیدت سے ملے اور کوٹ مٹھن کی دعوت دی، حضرت شاہ صاحب نے دعوت بخوشی قبول فرمائی۔ کوٹ مٹھن تشریف لے گئے حضرت خواجہ فیض احمد صاحبؒ نے جلسہ کا اہتمام کیا جس میں حضرت شاہ صاحبؒ نے تقریر فرمائی۔

خانقاہ علی پور سیداں

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سادات میں ''سید جماعت علی شاہ'' نام کے دو بزرگ ہوئے ہیں، دونوں کا زمانہ بھی ایک تھا اور ایک ہی شیخ حضرت بابا فقیر محمد چوراہیؒ سے خلافت واجازت تھی، حضرت مولانا حافظ سید جماعت علی شاہ صاحبؒ عمر میں بڑے تھے۔ ان کو علاقہ میں پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور جو عمر میں چھوٹے تھے انہیں پیر جماعت علی شاہ ثانی کہا جاتا تھا۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانیؒ کی وفات ۱۹۳۹ء میں ہوئی اور ان کے کافی عرصہ بعد ۱۹۵۱ء میں حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ نے سفر آخرت فرمایا۔ حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ سے تعلیم حاصل کی تھی، مولانا محمد مظہر نانوتویؒ بزرگان دیوبند میں سے تھے۔ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز اور دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھنے میں شامل تھے، آپ کے متعلق پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب کی سوانح ''سیرت امیر ملت'' میں لکھا ہے کہ:

> ''مولانا موصوف اپنے وقت کے فاضل ترین استاد اور عالم شمار کیے جاتے تھے۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق

کریمہ سے آراستہ تھے - اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا اور
ہر کام میں رضائے الٰہی کے حصول کی کوشش فرماتے
تھے -" (۱)

حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے اپنے فرزند حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحبؒ کو دیوبندی مسلک کے مشہور مدرسہ امینیہ دہلی میں حدیث پڑھنے کے لیے بھیجا تھا' جہاں انہوں نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ سے حدیث پڑھی' اور تقریب دستار بندی میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ کی ٹوپی اور دستار مبارک نصیب ہوئی' یہ عظیم تبرک اب تک دربار علی پور شریف میں موجود ہے - "سیرت امیر ملت" میں صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحبؒ کی دستار بندی کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار
بندی کے لیے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب
تشریف لائے تھے' آپ نے ایک ایک طالب علم کی
ستار بندی کی اور سندیں عطا کیں - حضرت صاحبزادہ
صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے
تھے - جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی
تھیں - مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب
کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار

۱- سیرت امیر ملت مولفہ صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ صاحب صفحہ ۵۹

اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی۔ آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط کیے۔اور آپ کے لیے دعا کی۔(یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔)'' (۱)

حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے تحریک خلافت میں علمائے دیوبند سے مل کر کام کیا تھا۔ ملک بھر کے دورے کیے اور جلسوں کو خطاب فرمایا۔ ''سیرت امیر ملت''میں لکھا ہے کہ:

''پنجاب خلافت کانفرنس راولپنڈی میں منعقد ہوئی تو اس کی صدارت کے لیے حضور قبلہ عالم (حافظ پیر جماعت علی شاہ) رحمتہ اللہ علیہ ہی سے درخواست کی گئی۔ آپ نے قبول فرما کر مع رفقاء کے جلسے میں شرکت کی۔ یہاں بھی آپ نے مسئلہ خلافت پر بھرپور خطبہ ارشاد فرمایا۔''

''حیات امیر شریعت'' میں اس کانفرنس کی تاریخ ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء درج ہے۔اس کانفرنس میں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور دیوبندی مسلک کے کئی دوسرے علماء بھی شریک تھے' حضرت امیر شریعت کا مفصل اور مدلل خطاب ہوا تھا' جس میں آپ نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اور حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ اور دوسرے مجاہد علماء کا والہانہ انداز میں تذکرہ فرمایا تھا۔

سیرت امیر ملت میں ہے کہ:

۱۔ سیرت امیر ملت صفحہ ۲۷۳

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا- علامہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی بھی جلسہ کی شرکت کے لیے آئے تھے- انہوں نے حضرت قبلہ عالم (سید جماعت علی شاہ) رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ "میں نے سنا ہے اہل لاہور میرے درپے آزار ہیں- ایسا کیوں ہے-" آپ نے فرمایا- "مولوی صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں-" مولوی صاحب نے کہا:

> "میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں- یہی میرا عقیدہ ہے- میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں-" حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور آپ نے علامہ صاحب کو گلے لگا لیا' اور فرمایا آپ میرے بھائی ہیں- جلسے میں حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر فرمایا "علامہ شبیر احمد صاحب میرے بھائی ہیں خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ ہو- میرے سامنے انہوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کر دی ہے-" (۱)

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ مجلس احرار اسلام کے بانی اور قائد تھے' دونوں بزرگ مسلک دیوبند کے اکابر علماء میں سے تھے' سیرت امیر ملت میں مجلس احرار اسلام کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے کہ:

۱- سیرت امیر ملت صفحہ ۱۴۴-۱۴۵

"مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک شروع کی ہے تو حضرت قبلہ عالم (سید جماعت علی شاہ صاحبؒ) رحمتہ اللہ علیہ حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فوراً پانچ سو روپیہ مجلس احرار اسلام کے لیے ارسال کیا۔ اور یاران طریقت کو اس تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یاران طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا۔ اپنی خدمات بھی پیش کیں اور جلسے کر کے چندے کیے اور وہ رقمیں مجلس احرار کو ارسال کیں' یاروں میں بہت لوگ جیل میں گئے۔ خلفاء میں سے مولوی امام الدین صاحب' پیر ولایت شاہ صاحبؒ' منشی احمد دین صاحب' ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب کنجاہی بذات خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے۔

جب حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ حیدر آباد دکن سے واپس آئے تو مجلس احرار کے زعماء اظہار تشکر کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے اس وقت پھر پانچ سو روپیہ کا عطیہ مرحمت کیا"۔ (۱)

حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم مدظلہ' نے "حکایت مہر و وفا" میں لکھا ہے کہ "حضرت مولانا سید محمد اسلم (۲) صاحب خطیب مسجد

۱۔ سیرت امیر ملت صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۳

۲۔ المتوفی ۱۹ مئی ۱۹۸۱ء

قادری لائل پور نے خود راقم السطور سے بیان فرمایا کہ میں نے علی پور شریف میں اپنے استاد محترم حضرت صاجزادہ محمد حسین شاہ صاحبؒ (خلف الرشید حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوریؒ م ۱۹۵۱ء) سے دورہ حدیث سے پہلے کی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز میرے والد صاحب حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب (م ۱۹۴۰ء) خلیفہ اعظم زبدۃ العارفین حضرت سید جماعت علی صاحب ثانی علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ''میرا خیال ہے تم اپنی تعلیم مکمل کر لو' دورہ حدیث شریف کے لیے دو جگہیں ہیں' دارالعلوم دیوبند اور منظر اسلام بریلی' جہاں تمہارا جی چاہے' وہاں چلے جاؤ اور تکمیل کر لو'' میں نے عرض کیا کہ میں اپنے استاد حضرت صاجزادہ محمد حسین شاہ صاحب کے مشورے سے کوئی فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ میں علی پور گیا' حضرت استاد کی خدمت میں والد بزرگوار کا منشاء مبارک ظاہر کیا۔ حضرت صاجزادہ صاحب نے دارالعلوم دیوبند کا مشورہ دیا۔ واپس آکر میں نے حضرت والد صاحب سے حضرت الاستاذ کا فیصلہ عرض کر دیا' چنانچہ دیوبند کے لیے تیاری شروع ہو گئی۔ اس زمانہ میں مرشدی و مولائی حضرت اقدس ثانی صاحب علی پوریؒ ابھی حیات تھے' ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند جانے پر بشاشت ظاہر فرمائی اور دعوات صالحہ سے مجھے رخصت کیا۔ چنانچہ میں نے دارالعلوم دیوبند میں ڈیڑھ دو سال رہ کر دورہ حدیث شریف کی سعادت حاصل کی۔

مولانا سید محمد اسلم فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت ثانی

صاحب علی پوریؒ بزرگان دیوبند کو کلمات خیر سے یاد کیا کرتے اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی تو وہ بہت تعریف فرماتے تھے۔

مولانا محمد اسلم حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اس وقت اَسی (۸۰) سال کی عمر میں ہیں۔ آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ علماء دیوبند حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک اور تعلیمات پر عامل ہیں۔ عارف کامل حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری قدس سرہ قطب ربانی بابا فقیر محمد چوراہیؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی روش صوفیہ سلف کا نمونہ تھی۔ حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب سنکھترویؒ بھی آپ کے خلفاء سے تھے جو بزرگان دیوبند سے نہایت درجہ عقیدت رکھتے تھے۔" (۱)

۱۔ حکایت مہر و وفا صفحہ ۱۸

خانقاہ سواگ شریف

حضرت مولانا خواجہ غلام حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین سواگ شریف (ضلع لیہ) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ میں سے تھے' حضرت خواجہ محمد سراجدین صاحبؒ سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ علمائے دیوبند سے آپ کو عقیدت و محبت تھی' ان کی دینی و ملی خدمات کی ہمیشہ تعریف فرمایا کرتے تھے۔ اپنے تعلق کے طالب علموں کو دارالعلوم دیوبند میں یا دیوبندی مسلک کے علماء کے پاس پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے' مولانا عبدالعزیز صاحب پھٹی ساکن لنڈی ضلع بھکر کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سواگ شریف حضرت کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ جلو والی ڈیرہ غازی خان کے حاجی ٹگو خان آئے۔ آپ نے خیر و عافیت کے بعد دریافت فرمایا کہ آپ کا لڑکا کیا کرتا ہے؟ انہوں نے ایک دینی مدرسہ کا نام لیا کہ اس میں دینی تعلیم کے لیے داخل کرادیا ہے' حضرت نے فرمایا کہ دیوبند بھیجتے یا کسی دیوبندی عالم کے پاس چھوڑتے' اچھا مسلمان اور عالم بن جاتا' "کمالات حسینہ" میں ہے کہ "حضور حضرت صاحب کی توجہات شریفہ کی برکت سے ساڑھے چھ سو ہندو اور سکھ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر پابند صوم و صلوۃ ہو گئے۔"(۱)

۱۔ کمالات حسنیہ صفحہ ۲۳۴

"ہر ایک نو مسلم شیخ کو قرآن کریم کے پڑھنے اور دینی علم حاصل کرنے کی ترغیب فرماتے - ان نو مسلم شیخوں میں سے بعض تو فاضل دیوبند ہوئے اور بعض ان میں سے حافظ قرآن ہوئے -" (۱)

مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب مرحوم ساکن چونی شمالی ضلع بھکر کے متعلق لکھا ہے کہ "حضور حضرت صاحب کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے اور حضور کی سعی کریمانہ سے علوم دینیہ مختلف حضرات علمائے کرام سے حاصل کر کے دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہو کر سند فضیلت حاصل کی -" (۲)

مولانا شیخ عبد اللہ صاحب اور مولانا شیخ غلام رسول صاحب ساکن واڑہ سیڑاں (ضلع لیہ) کے متعلق بھی لکھا ہے کہ "مختلف علماء سے دینی کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے اور وہاں دورہ حدیث پڑھ کر سند فضیلت حاصل کی - (۳)

حضرت مولانا خواجہ غلام حسن صاحبؒ مسائل شرعیہ میں علمائے دیوبند کی تحقیق پر زیادہ اعتماد فرماتے اور جس مسئلہ میں استفتاء کی ضرورت پیش آتی دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ منگوایا کرتے تھے' آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ کے فرمان سے مرتب ہو کر شائع ہونے والی تین کتابیں میری نظر سے گزری ہیں - فیوضات حسنیہ' کمالات حسنیہ اور ملفوظات حسنیہ - ان تینوں کتابوں میں حضرت کی

۱- کمالات حسنیہ صفحہ ۲۳۴

۲- ایضاً صفحہ ۲۳۵

۳- ایضاً صفحہ ۲۳۵

تائید میں دار العلوم دیوبند کا ایک فتویٰ نمایاں طور پر درج کیا گیا- یہ فتویٰ دار العلوم دیوبند کے اس زمانے کے مفتی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن کا لکھا ہوا ہے اور اس کی تصدیق حضرت علامۃ العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور دوسرے اساتذہ دیوبند نے فرمائی ہے' ملفوظات حسنیہ فارسی زبان میں ہے اس میں اس فتویٰ کا فارسی ترجمہ دیا ہے فیوضات حسنیہ اور کمالات حسنیہ میں درج ذیل تفصیل کے ساتھ نقل ہے-

اکثر حضور حضرت صاحب مسائل شرعیہ کی بہت تحقیق فرماتے- بلکہ ہمیشہ مسئلہ شرعی کے متعلق اپنے مخلصین علماء کرام کے علاوہ بیرونجات حضرات علماء کرام بالخصوص حضرات علماء کرام دیوبند سے تحقیق مسئلہ فرما کر فتویٰ دیتے تھے-

چنانچہ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بقصد طلاق یہ الفاظ کہے (''چھوڑی' چھوڑی'') یعنی دو دفعہ یہ لفظ کہے تو یہ طلاق بائن کنائی ہے- صریح نہیں- چنانچہ حضرات علماء کرام دیوبند کا فتویٰ اس کا مئوید ہے- نقل فتویٰ دیوبند حسب ذیل ہے:

نقل فتویٰ دیوبند

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے یا حالت غصہ میں یا طلاق کی باتیں کرتے ہوئے لکھے ''چھوڑی چھوڑی'' تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی' کیونکہ یہ لفظ ترجمہ سرحتك یا فارقتك کے ہیں- اگر غصہ کی حالت اور طلاق کا ذکر نہ ہو تو نیت پر موقوف ہے- کنایات میں طلاق بائن واقع ہوتی

ہے اور ایک طلاق بائنہ پر دوسری واقع نہیں ہوتی - کما فی الدر المختار -

لا یلحق البائن البائن اذا امکن جعله اخبارا عن الاوّل كانت بائن الخ- و هكذى فی الشامی جلد ثانی ص ٤٧١ فقط والله عالم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند - الجواب صواب محمد انور عفااللہ عنہ الجواب صحیح شبیر احمد عفااللہ عنہ - الجواب صحیح فقیر اصغر حسین عفی عنہ'

الجواب صحیح محمد رسول خاں عفی عنہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ"

مہر (۱)

خانقاہ سواگ شریف سے شائع ہونے والی کتابوں میں جگہ جگہ حضرت خواجہ غلام حسن صاحبؒ سے روحانی نسبت رکھنے والے فاضل دیو بند علماء کے نام آتے ہیں اور جن حضرات کو آپ نے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا ان میں بھی ایک خاص تعداد فضلاء دیو بند اور دیو بندی مسلک کے علماء کی ہے - ملفوظات حسنیہ کے مرتب مولانا عبدالکریم صاحب نے اپنے معمولات کی اجازت کے سلسلہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور ان کے خلیفہ اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا پورے ادب و احترام سے ذکر کیا ہے - یہ دونوں بزرگ درالعلوم دیو بند کے سرپرست اور اکثر علمائے دیو بند کے پیر و مرشد تھے' مولانا عبدالکریم صاحبؒ لکھتے ہیں کہ :

"واجازت حزب البحر و دلائل الخیرات	مجھے حزب البحر اور دلائل الخیرات کی اجازت
از شیخی مولانا مشتاق احمد و ایشاں را از قطب	اپنے شیخ مولانا مشتاق احمد سے اور انہیں
وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب	قطب وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب

۱- فیوضات حسنیہ صفحہ ۴۱-۴۲

مہاجر مکی و اجازت حصن حصین و دلائل الخیرات و جواہر خمسہ از والد صاحب وایشاں را اجازت از مولانا مولوی رشید احمد گنگوھیؒ است (١)

مہاجر مکی سے ہے، حصن حصین، دلائل الخیرات اور جواہر خمسہ کی اجازت مجھے اپنے والد صاحب سے ہے اور والد صاحب کو مولانا مولوی رشید احمد گنگوہیؒ سے ہے۔

١۔ ملفوظات حسنیہ صفحہ ١٧٦

خانقاہ جنجو شریف

حضرت مولانا فقیر گل حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ بانی و سجادہ نشین خانقاہ جنجو شریف ضلع بھکر (متوفی ۱۹۲۹ء) سلسلہ نقشبندیہ کے باکمال بزرگ تھے' حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگویؒ سے فیض یافتہ اور مجاز تھے' بزرگان دیوبند سے بے پناہ عقیدت تھی' اپنے علاقہ کے ان علماء سے محبت فرماتے تھے جو مسلک میں بزرگان دیوبند کے متبع تھے' اپنے خاندان اور متعلقین کے بچوں کو قرآن مجید کے بعد ابتدائی کتابیں خود پڑھاتے اور درس نظامی کی تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا غلام یٰسین صاحبؒ (واں بھچراں) اور دوسرے دیوبندی علماء کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے' حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ اور حکیم محمد نسیم صاحب کو بھی واں بھچراں بھیجا تھا' مولانا مرحوم آپ کے حقیقی بھانجے اور حکیم صاحب حقیقی بھتیجے ہیں' یہ دونوں حضرات وہاں کئی سال پڑھتے رہے۔ان کے زمانہ تعلیم میں حضرت فقیر صاحب خود بھی ایک دفعہ واں بھچراں تشریف لے گئے اور حضرت مولانا غلام یٰسین صاحبؒ کے ہاں ہفتہ بھر قیام فرمایا تھا۔(۱)

حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ نے کچھ کتابیں حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ سے بھی پڑھی تھیں جو دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے اور ایک عرصہ دیوبند میں مدرس بھی رہے تھے' دیوبندی مسلک کا مشہور مدرسہ دارالعلوم کبیر والا آپ ہی نے جاری فرمایا تھا جو اب

۱۔ گلزار معرفت صفحہ ۸۷-۸۸

بھی پاکستان کے چوٹی کے مدارس میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ نے اپنی سجادہ نشینی کے زمانہ میں حضرت فقیر گل حسن صاحبؒ کی سوانح ''گلزار معرفت'' کے نام سے ادارہ خدمت دربار حسنیہ مرشد آباد (جنجو شریف) کی طرف سے شائع فرمائی تھی' جو مولانا فیض محمد قادری گجوی مرحوم کی تالیف ہے' اس میں کچھ مولانا عبدالغفور صاحب کے حالات بھی درج ہیں' حضرت مولانا غلام یٰسین صاحبؒ اور حضرت مولانا مرید احمد صاحبؒ وغیرہ اساتذہ کے پاس پڑھی جانے والی کتابوں کی تفصیل کے بعد لکھا ہے کہ:

''پھر شمس بازغہ' شرح عقائد' خیالی' توضیح تلویح حضرت علامہ عبدالخالق صاحب کے پاس پڑھی ہیں جو کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں کے خلفیہ اور مجاز ہیں' پھر دورہ حدیث مدرسہ امینیہ دھلی میں پڑھا ہے۔'' (۱)

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ بھی دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے جلیل القدر مشائخ میں تھے۔

حضرت فقیر گل حسن صاحبؒ نے مذکورہ تمام دیوبندی اساتذہ کے ہاں پڑھنے کے لیے مولانا عبدالغفور صاحبؒ کو خود بھیجا تھا' دورہ حدیث پڑھنے کے لیے دیوبند بھیجا مگر وہاں کسی وجہ سے داخلہ نہ ہو سکا تو فقیر صاحبؒ نے انہیں مدرسہ امینیہ دہلی میں مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے پاس حدیث پڑھنے کا حکم دیا' مدرسہ امینیہ دیوبندی مسلک کا مدرسہ ہے اور حضرت مفتی صاحب اکابر علمائے دیوبند میں تھے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم حضرت فقیر صاحب کے بھتیجے تھے' انہیں فقیر صاحب نے کٹھیال ضلع ملتان میں دیوبندی اساتذہ کے

۱- گلزار معرفت صفحہ ۸۷-۸۸

پاس پڑھنے کے لیے بھیجا تھا' مولانا مرحوم ابھی پڑھتے تھے کہ حضرت فقیر صاحب کا وصال ہو گیا- مولانا مرحوم نے ان کے نظریہ اور منشاء کے مطابق دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں پڑھا شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی شاگردی نصیب ہوئی اور ساری زندگی مسلک دیوبند کی اشاعت فرماتے رہے-

حضرت فقیر صاحبؒ کے ایک اور عزیز حافظ محمد سعید مرحوم تھے' جو آپ کے خصوصی تربیت یافتہ لوگوں میں سے تھے' اپنے مشاغل میں آپ کی منشاء کو مدنظر رکھا کرتے تھے' آپ کے زمانہ حیات میں مشہور دیوبندی مسلک کے بزرگ حضرت پیر خورشید احمد صاحبؒ کے ہاں عبدالحکیم میں مدرس رہے-بعد میں خانقاہ سراجیہ میں بہت عرصہ قرآن مجید پڑھاتے رہے-

حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ کی سجادہ نشینی کے زمانہ میں گلزار معرفت کے مؤلف مولانا فیض محمد قادری مرحوم بھی ایک عرصہ دربار شریف میں مدرس رہے' اسی زمانہ میں انہوں نے اپنی مختصر سوانح حیات ''میری زندگی'' کے نام سے لکھی' جو ادارہ خدمت دربار مرشد آباد نے شائع کی' اس کتاب میں مؤلف اپنے اساتذہ حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ اور حضرت مولانا علی محمد صاحب مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> ''میں نے ان جیسے مشفق و مہربان' فصیح و بلیغ' عابد و زاہد' استاد نہیں دیکھے علم کیا ہے ایک موجزن سمندر کی مثل رکھتے ہیں-'' (۱)

حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کے متعلق آپ کو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ دیوبندی مسلک کے بزرگ عالم دین تھے' حضرت مولانا علی محمد صاحب مدظلہ بھی فاضل دیوبند اور دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم و شیخ الحدیث ہیں'

۱- میری زندگی صفحہ ۲۳

مولانا فیض محمد نے "دارالعلوم دیوبند میں قیام" کے عنوان کے تحت اپنے وہاں کے اساتذہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

"تمام اساتذہ کرام نہایت متقی اور پارسا تھے علوم و فنون میں مکمل ماہر تھے۔" (۱)

آگے چل کر لکھا ہے کہ:

"اس سال مدرسہ میں سے بعض مدرس حضرات اور طلباء کرام ڈھابیل چلے گئے بندہ کو بھی کئی لوگوں نے پیش کش کی تو میں نے کہا میں صرف سرزمین دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔"(۲)

حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ نے اپنے ہاں دربار شریف میں تدریس کے لیے مولانا غلام احمد مرحوم صدرہ والوں کی خدمات حاصل کی تھیں' جو دیوبندی مسلک کے عالم دین تھے' برس ہا برس وہاں پڑھاتے رہے۔ ہر سال عرس کے موقع پر مولانا عبدالستار تونسوی کے وعظ مرشد آباد ہوتے رہے۔ برسوں یہ سلسلہ جاری رہا۔

مولانا صالح محمد صاحب ساکن رتیڑی ضلع بھکر نے مؤلف سے بیان کیا کہ:

"میں نے موقوف علیہ کی کتابیں مرشد آباد میں حضرت مولانا غلام احمد صاحبؒ سے پڑھی تھیں' پھر شوال ۱۳۸۰ھ میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سجادہ نشین مرشد آباد نے مجھے اپنے ساتھ لے جا کر دورہ

۱- میری زندگی صفحہ ۲۷

۲- ایضاً صفحہ ۲۷

حدیث کے لیے دار العلوم کبیر والا میں داخل کرایا تھا' اس موقع پر حضرت مولانا عبد الغفور صاحب اپنے استاد اور دار العلوم کے بانی و مہتمم حضرت مولانا عبد الخالق صاحبؒ کی خدمت میں کئی دن رہے تھے-"

مولانا دیدار علی شاہ صاحبؒ

مولانا ابوالحسنات قادریؒ

مولانا سید دیدار علی شاہ صاحبؒ الوری ثم لاہوری نے اپنے رسالہ "تحقیق المسائل" میں دار العلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا بڑے احترام اور القاب سے ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

"اور مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔" (۱)

مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب کے فرزند مسجد وزیر خان لاہور کے سابق خطیب اور جمعیۃ علماء پاکستان کے سابق مرکزی صدر حضرت مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری مرحوم نے لاہور کے ایک تربیتی اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"مجھے کہا گیا ہے کہ میں معین طور پر بیان کروں کہ بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان اساسی عقائد کے اعتبار سے کیا اختلاف ہے؟ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بریلی اور دیوبند دونوں جگہ ہر خیال اور ہر عقیدہ اور

۱- حکایت مہر و وفا صفحہ ۱۵- بحوالہ تحقیق المسائل

ہر مذہب کے لوگ موجود ہیں اس لیے بریلویوں اور
دیوبندیوں کے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
موضوع تقریر کا یہ عنوان ہی صحیح نہیں علاوہ ازیں بریلی
اور دیوبند دونوں مقام ہندوستان میں رہ گئے۔ اس لیے
پاکستان میں ان کے اختلاف کا سوال بے معنی ہے۔ اگر
موضوع سے مراد یہ ہے کہ بریلی کی دینی درس گاہ اور
دیوبند کی دینی درس گاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے
والوں کے نظریات و افکار کے اختلاف پر روشنی ڈالی
جائے تو میں اعلان کیے دیتا ہوں کہ اساسی عقائد کے
اعتبار سے دونوں مکتبوں کے درمیان کوئی اختلاف
نہیں۔ بریلوی علماء حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی ادنیٰ توہین کرنے والے کو دائرہ اسلام سے
خارج سمجھتے ہیں اور دیوبند کے علماء بھی اصولی طور پر اس
کلیہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں سلسلوں کے علماء کے
درمیان بعض عبارتوں کے متعلق رائے کا اختلاف ہے
بریلوی علماء دیوبندی علماء کی بعض تحریروں پر معترض
ہیں اور یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان تحریروں کے ظاہری
معانی کو صحیح سمجھنے والا شخص گمراہ ہے دیوبندی اپنے
اکابر کی ان تحریروں کو قابل گرفت یا مورد تنقید خیال
نہیں کرتے۔ لیکن اصول و اساس میں بریلوی سے سو
فیصدی متفق ہیں۔" (۱)

۱۔ اسوہ اکابر صفحہ ۱۸، ۱۹ بحوالہ روزنامہ نوائے پاکستان لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء

سیرتِ مبارکہ

قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں

تالیف

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث، فقیہ، مورخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتبِ کثیرہ

مکتبہ محمودیہ

"بیت الحمد"، جامعہ مدنیہ، کریم پارک، لاہور ۲

تعالی اللہ الملک الحق

صحابۂ کرامؓ کا عہدِ زریں

فضائل و مناقب عظیم الشان کارنامے
طرزِ حکمرانی اندازِ جہانبانی اور اُن کی

مثالی حکومتیں

سید الملۃ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ
محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ

مکتبہ محمودیہ
جامعہ مدنیہ۔ کریم پارک لاہور۔

بحکم
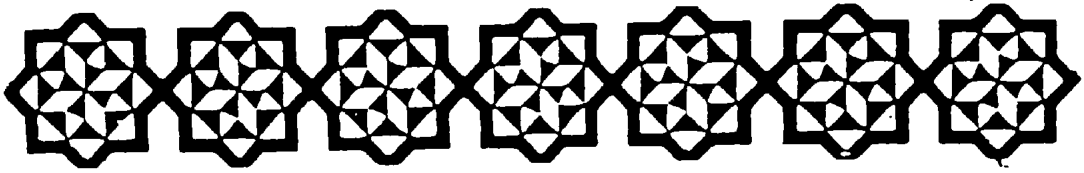
شیخ الاسلام حضرۃ مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

مرتبہ

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

محدّث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتبِ کثیرہ

شعبہ نشر و اشاعت

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

ملنے کا پتہ: مکتبہ محمودیہ، جامعہ مدنیہ، کریم پارک، لاہور

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

العلماء ورثة الانبیاء

حیاتِ شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرۃ علامہ حافظ سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ
شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، صدر جمعیۃ علماء ہند کے حالاتِ زندگی

تالیف

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
محدث، فقیہ، مورخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ
ناظم جمعیۃ علماء ہند

ناشر

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

ملنے کا پتہ
مکتبہ محمودیہ، جامعہ مدنیہ، کریم پارک لاہور

مولانا محمد عبداللہ

جمعیۃ پبلیکیشنز

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۷۵۶۱۰۲۵